نقیبِ ختمِ نبوّت
ماہنامہ
مُلتان

جمادی الاوّل ۱۴۱۷ھ
اکتوبر ۱۹۹۶ء
۱۰

شہید سیّد محمد علی شاہ رحمہ اللہ
سانحہ مسجد الخیر مُلتان کے شہید کا تذکرہ

ماتمِ انسانیت

الحمد للہ! میں مُسلمان ھوں، قادیانی نہیں
پی آئی اے کراچی کے ڈاکٹر مقصود انور کی وضاحت

احرار کانفرنس
قادیان ۱۹۳۴ء

جشنِ آزادی
۴۸ برسوں میں
کیا کھویا، کیا پایا

سبائیت کے مسموم اثرات

کامیاب کون ہے؟

کامیاب وہ ہے جس نے اپنا مشن نہیں چھوڑا، جو مقصد کے لئے جان دے دے، جو غداروں سے رُوشناسی کے لئے قوم کو بروقت بیدار کردے، جو نونہالانِ وطن کو حقیقت کا راستہ بتائے، جو قومی معاشرہ کو تباہی سے بچانے کے لئے خون کا آخری قطرہ نچوڑ دے، جو محمد رسول اللہ ﷺ کی لائی ہوئی شریعت یعنی اسلامی آئین بہ تشریح ختم نبوت، آخری قانون، بین الاقوامی، بین العالمی اور بین الافاقی قانون، اسلام کے تحفظ کے لئے مرتے دم تک اس کے ساتھ وابستہ رہے وہ کامیاب ہے۔

وہ کامیاب نہیں جو قوم کا خون بہادے، جو قوم کی عزتیں لٹوا دے، جو قوم کے اموال کو تباہی سے دوچار کردے، جو اسلامی آئین میں تحریف و منافقت کے دروازے کھول دے اور جو اسلامی آئین میں اسلام کا نام لے لے کر لادین جمہوریت، اشتراکیت، مارکس ازم، فاشزم، یہودیت، مرزائیت اور سبائیت کے چور دروازے کھولے ہمارے نزدیک وہ کائنات کا، مسلمانوں کا، اسلام کا اور اس ملک وملت کا بدترین دشمن ہے۔

جانشین امیر شریعت

حضرت مولانا سید ابومعاویہ ابوذر بخاری رحمہ اللہ

ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوّت ملتان

رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۷۵۵

جمادی الاوّل ۱۴۱۷ھ / اکتوبر ۱۹۹۶ء جلد ۷ . شمارہ ۱۰ قیمت ۱۲/ روپے

زیر سرپرستی

حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ

مجلس ادارت

رئیس التحریر:
سید عطاء المحسن بخاری

مدیر مسئول:
سید محمد کفیل بخاری

رفقاءِ فکر

مولانا محمد عبدالحق مدظلہ
حکیم محمود احمد ظفر مدظلہ
ذوالکفل بخاری ۔ قمر الحسنین
شمس الاسلام ہاشمی ۔ ابوسفیان تائب
محمد عمر فاروق ۔ عبداللطیف خالد
خادم حسین سید خالد مسعود

زرتعاون سالانہ

اندرون ملک ۱۲۰/ روپے ◎ بیرون ملک ۱۰۰۰/ روپے پاکستانی

رابطہ

دار بنی ہاشم، مہربان کالونی، ملتان۔ فون: ۵۱۱۹۶۱

تحریک تحفظ ختم نبوۃ (شعبہ تبلیغ) مجلسِ احرارِ اسلام پاکستان

ناشر: سید محمد کفیل بخاری، طابع: تشکیل احمد اختر، مطبع: تشکیل نو پرنٹرز، مقام اشاعت: دار بنی ہاشم ملتان

آئینہ

دل کی بات:	اداریہ	مدیر	۳
قلم برداشتہ:	● جشنِ آزادی ● ۴۸ برسوں میں کیا کھویا کیا پایا؟	سید عطاء المحسن بخاری	۷
سیرتِ طیبہ:	بد اندیش کے دل میں گھر کرنے والا	حضرت پیر غلام دستگیر نامی	۱۱
حاصلِ مطالعہ:	سبائیت کے مسموم اثرات	مولانا عبدالحق	۱۵
صدائے حق:	ماتمِ انسانیت	مولانا ابوالکلام آزاد	۲۰
یادرفتگان:	شہید سید ثمر علی شاہ رحمہ اللہ (سانحہ مسجد الخیر ملتان کا ایک شہید)	سید محمد کفیل بخاری	۲۱
وضاحت:	یہ بہت بری بات ہے { پی آئی اے کراچی کے ڈاکٹر مقصود انور پر قادیانی ہونے کا جھوٹا الزام اور ڈاکٹر صاحب کی وضاحت }	سید کاشف گیلانی	۲۵
ناقابلِ تردید:	تضادات مرزا قادیانی	مولانا مشتاق احمد	۲۸
ردّ مرزائیت:	احرار کانفرنس کادیان ۱۹۳۴ء	ترجمہ: ڈاکٹر سبطین لکھنوی	۳۵
طنز و مزاح:	زبان میری ہے بات انکی	ساغر اقبالی	۴۳
قبولِ اسلام:	محمد نوئیل رضوان	طارق انیس	۴۵
حسنِ انتخاب:	تماشائے اہلِ کرم	عبدالواحد بیگ	۴۹
شاعری:	نعت	عبدالکریم صابر	۵۱
" " " ":	اک دمکتا ہوا سیار ہوں میں	حضرت سید ابومعاویہ ابوذر بخاری	۵۲
" " " ":	ظلم ہر گز روا نہیں ہوتا	حبیب الرحمن بٹالوی	۵۳
" " " ":	سرے محل	راحت ملک	۵۴
" " " ":	بے نظیر، پنکی	سید کاشف گیلانی	۵۵
" " " ":	احمد فراز کی لغویات	سید امین گیلانی	۵۶
" " " ":	رنگِ سخن	پروفیسر اکرام تائب	۵۷
" " " ":	غزل	ثناء اللہ ثاقب	۵۷
" " " ":	نظم	سید عطاء المحسن بخاری	۵۸
ترحیم:	مسافرانِ آخرت	ادارہ	۵۹

مسجد الخیر میں فائرنگ اور ۲۶ نمازیوں کی شہادت

۲۳ ستمبر ۱۹۹۶ کو جامع مسجد الخیر، ممتاز آباد ملتان میں نماز فجر کے دوران دہشت گردوں کی نمازیوں پر اندھادھند فائرنگ کے نتیجہ میں ۲۶ نمازی شہید اور ۴۰ زخمی ہوگئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ تفصیلات کے مطابق امام مسجد نے نماز فجر کا آغاز کیا اور ابھی وہ سورہ الفاتحہ کی آیت "مالک یوم الدین" پر ہی پہنچے تھے کہ نمازیوں کے عقب میں مسجد کے صدر دروازے سے دو افراد داخل ہوئے اور کلاشنکوف سے فائرنگ کر دی۔ ایک راؤنڈ عقب سے چلایا گیا تو نمازی زخمی ہو کر گر گئے۔ کچھ ہمت کر کے مسجد کے ہال میں داخل ہونے لگے تو جنوبی دروازے پر کھڑے دہشت گردوں نے دوسرا راؤنڈ چلا کر انہیں بھی ڈھیر کر دیا۔ اور کار میں بیٹھ کر فرار ہوگئے۔ آخری صف میں معصوم بچے کھڑے تھے۔ جن میں اکثر مدرسہ کے طالب علم تھے۔ جو مختلف شہروں سے یہاں قرآن کریم حفظ کرنے کے لئے آئے ہوئے تھے جن میں سے ۹ شہید ہوگئے۔

وطن عزیز میں گزشتہ دو ماہ سے فرقہ وارانہ تشدد اور دہشت گردی کی جو نئی لہر اٹھی ہے اس میں تقریباً ۶۰ آدمی جاں بحق اور ۵۰ کے قریب زخمی ہوئے ہیں۔ یوم آزادی پر کراچی میں سپاہ صحابہ کے جلوس پر فائرنگ، تین دن بعد میلسی ضلع وہاڑی (پنجاب) میں اہل تشیع کی مجلس عزاء پر فائرنگ، ستمبر کے وسط میں سپاہ محمد کے مرید عباس یزدانی کا قتل، اور اب ۲۳ ستمبر کو مسجد الخیر ملتان میں بے گناہ نمازیوں کی شہادت ایک ہی سلسلہ کی کڑی ہیں۔

یہ پاکستان ہے یا قصاب خانہ
خبر لیجئیے ہماری مہربانہ

پولیس ابھی تک کسی بھی واقعہ کے اصل مجرموں کو گرفتار کرنے میں ناکام رہی ہے۔ اہل سنّت اور اہل تشیع کے مختلف کارکنوں کو گرفتار کر کے ان سے الٹ پلٹ بیان دلوا کر محض جذبات کی شدّت کو وقتی طور پر کم کرنے کی سعیٔ لاحاصل کی جا رہی ہے۔ وزیر اعلیٰ پنجاب اور وزیر داخلہ نصیر اللہ بابر کے بیانات کی فلمی بڑھکوں سے زیادہ کوئی حقیقت نہیں۔ وہ اپنی ناکامیوں کا غصہ دینی مدرسوں پر نکال رہے ہیں۔ کہ "حکومت دینی مدرسے بند کر دے گی اور بعض مذہبی تنظیموں پر پابندی لگا دے گی"۔ یہ کوئی سنجیدہ عمل نہیں اور نہ ہی اس سے دہشت گردی رکے گی۔ ان مدرسوں کو نہ تو سابقہ بے دین حکمران ختم کر سکے ہیں اور نہ ہی موجودہ حکمران ختم کر سکیں گے بلکہ خود عبرت کا نشان بن جائیں گے۔

سابقہ واقعات کی طرح مسجد الخیر کا تازہ سانحہ بھی اتنا دردناک ہے کہ ہر مسلمان کا دل زخمی ہے اور خون کے آنسو رو رہا ہے۔ یہ پاکستان کی تاریخ کا سب سے بڑا سانحہ ہے۔ تشدد کے واقعات میں جاں بحق ہونے والوں کی تعداد اتنی زیادہ ہے جو ایک ریکارڈ ہے۔ موجودہ حکمران ملک میں ہونے والی اس دہشت گردی اور قتل و

غارت کے ذمہ دار ہیں کہ انہوں نے آج تک ایسے کسی بھی واقعے کا سنجیدگی سے نوٹس نہیں لیا اور نہ ہی اصل مجرموں کو گرفتار کر کے قرار واقعی سزا دی حالانکہ حکومت خوب اچھی طرح جانتی ہے کہ ملک میں کون دہشت گردی کر رہا ہے۔ لیکن وہ بوجوہ ان پر ہاتھ نہیں ڈالتی۔ اس میں حکومت کی نام نہاد روشن خیالی، لبرل ازم، سیکولرازم اور استعماری ایجنٹی کو بڑا دخل ہے۔ حکومت چاہتی ہے کہ دینی قوتیں کمزور ہوں، مساجد ویران ہوجائیں، دینی ادارے تباہ ہوجائیں، دینی جماعتیں بے وقار ہو کر عوام کا اعتماد کھو بیٹھیں، جہادی قوتیں منتشر ہوجائیں اور دینی اجتماعیت کا جنازہ نکل جائے۔ ایسے واقعات سے عوام خوفزدہ ہوں گے اور مذہبی قوتوں، اداروں اور شخصیتوں سے متنفر ہوجائیں گے۔ یہ محض حکومت کی خوش فہمی ہے۔ دین کا کام چند گروہوں اور جماعتوں کا محتاج نہیں ہے۔ اگر چند افراد حکومت کے جھانسے میں آبھی جائیں اور حصول زر، جلب منفعت اور قرب اقتدار کے جذبۂ پلید میں مبتلا ہو کر دین کا کام چھوڑ دیں تو اس سے دین کا کام نہیں رکے گا۔ ماضی میں بھی صدیوں سے لادین حکمران یہی حربے آزماتے آئے ہیں اور ہمیشہ منہ کی کھاتے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کی حفاظت کے لئے پہلے بھی افراد پیدا کیے اور آئندہ بھی پیدا ہوتے رہیں گے۔

مسجد الخیر ملتان کا سانحہ ملکی تاریخ کا بہت بڑا سانحہ ہے اگر حکومت اس کے مجرموں کو گرفتار کرنے اور انہیں سزا دینے میں ناکام رہتی ہے یا عملاً کوتاہی کرتی ہے تو پھر نوشتۂ دیوار پڑھ لے کہ یہاں خانہ جنگی ہوگی اور کوئی بھی محفوظ نہیں رہے گا۔ خود حکمرانوں کے لئے زمین تنگ ہو رہی ہے اور انہیں کہیں پناہ نہیں ملے گی۔ ایسے واقعات مزید ہوں گے اور یہ آگ سب کو اپنے شعلوں کی لپیٹ میں لے لے گی۔ یہ بات خاص طور پر قابلِ غور و فکر ہے کہ صرف مذہبی شخصیات اور ادارے ہی زیادہ تر اس دہشت گردی اور تشدد کی زد میں ہیں۔ ہمارے نزدیک موجودہ حکومت کے ارادوں اور عزائم کو بھانپنے کے لئے یہی ایک نکتہ کافی ہے۔ شہداء کے وارثوں میں محض تیس تیس ہزار روپے کے چیک تقسیم کر کے ان کے زخموں کو مندمل نہیں کیا جاسکتا۔ ایک مظاہرہ وزیر اعلیٰ پنجاب کے رو برو ملتان میں ہوا کہ شہداء کے لواحقین پھٹ پڑے اور امدادی چیک رد کرتے ہوئے قاتلوں کی گرفتاری کا مطالبہ کیا۔ اگر حکومت ملک بچانا چاہتی ہے تو دہشت گردی کے خاتمہ کے لئے موثر اقدامات کرے اور مجرموں کو پکڑ کر عبرتناک سزا دے۔

میر مرتضیٰ بھٹو کا قتل:

ذوالفقار علی بھٹو کے آخری جانشین اور دہشت گرد تنظیم الذوالفقار کے بانی میر مرتضیٰ بھٹو ۲۰ ستمبر کی شب اپنی بہن بے نظیر کے عہد اقتدار میں پولیس کے ہاتھوں کراچی میں قتل کر دیئے گئے۔ اس حادثہ پر وزیر داخلہ مسٹر بابر نے کہا کہ "اس قتل کا پس منظر اور تمام تفصیلات میرے علم میں ہیں لیکن میں بتانا نہیں چاہتا اس سے حالات مزید خراب ہوں گے، البتہ اگر پارلیمنٹ میں تفصیلات طلب کی گئیں تو میں بتا دوں گا۔"

ادھر ۲۸ ستمبر کو مرتضیٰ بھٹو کے قتل کے ایک عینی شاہد اور اہم کردار تھانہ کلفٹن کے ایس ایچ او مسٹر حق نواز سیال کو پولیس کی حفاظت میں قتل کر دیا گیا جبکہ پاکستان ٹیلی ویژن پر اس کی ہلاکت کو خودکشی قرار دیا گیا

۔ پولیس کی حفاظت میں حق نواز سیال کی موت محل نظر ہے اور ایک اہم سوال ہے کہ کہیں لیاقت علی خان قتل کیس کا تسلسل تو نہیں؟ اس کے بھی تمام کردار منظر سے اوجھل کر دیئے گئے تھے۔ اخبارات کے مطابق حق نواز سیال نے ایک بیان میں کہا تھا کہ "میری زندگی خطرے میں ہے مجھے قتل کر دیا جائے گا۔" اور وہ قتل کر دیا گیا۔ ادھر مقتول کے بیوی بچے اس کی تدفین کے بعد روپوش ہو گئے ہیں۔

حیرت انگیز بات یہ ہے کہ مرتضیٰ بھٹو کیس کی تفتیش ابھی تک شروع نہیں ہوئی۔ قادر مطلق اور عادل حقیقی کے فیصلے انسانی عقل سے ماوراء ہوتے ہیں۔ برصغیر میں نہرو خاندان جس طرح عبرتناک انجام سے دوچار ہوا۔ بھٹو خاندان کا حشر بھی وہی ہوا۔ مقتول مرتضیٰ بھٹو نے مولوی مشتاق، چوہدری ظہور الٰہی اور جرنل ضیاء الحق کو اپنے والد کے عدالتی قتل کے الزام میں اپنے راستے سے صاف کیا جس کا اعتراف الذوالفقار نے کیا۔ مرتضیٰ کا قتل بھی مکافات عمل ہی ہے۔ اس حادثہ سے پاکستانی عوام میں عدم تحفظ کا احساس قوی ہوا ہے۔ کہ جس ملک میں وزیر اعظم کا بھائی محفوظ نہیں وہاں عوام کے جان و مال کی کوئی ضمانت نہیں۔ ہر طرف لوٹ مار، ڈاکے، قتل و غارت گری، ظلم اور دہشت گردی کا دور دورہ ہے۔

ان حالات میں بہرحال موجودہ حکومت کا اقتدار پر فائز رہنے کا کوئی جواز باقی نہیں رہتا۔ اب وزیر اعظم کو مستعفی ہو جانا چاہیے۔ قبل اس کے کہ انہیں اقتدار سے الگ کر دیا جائے۔

طالبان کا افغانستان:

گزشتہ ڈیڑھ سال سے افغانستان میں ربانی حکومت سے برسرپیکار تنظیم طالبان ۲۷ ستمبر کو کابل میں داخل ہو گئے اور اقتدار پر قبضہ کر لیا۔ دسمبر ۱۹۷۹ء میں روس نے افغانستان میں مداخلت کر کے کمیونسٹ حکومت قائم کی تھی اور دس سال بعد فروری ۱۹۸۹ء میں مجاہدین کی مسلسل مزاحمت کے نتیجہ میں کمیونسٹ روس کو ہزیمت سے دوچار ہو کر نامراد واپس لوٹنا پڑا۔ اس جہاد میں دس لاکھ مسلمان شہید ہوئے۔ لیکن استعماری قوتیں روس کی واپسی کے بعد اقتدار مجاہدین کے سپرد کرنے میں مسلسل رکاوٹیں کھڑی کرتی رہیں بالآخر ۱۹۹۲ء میں آخری کمیونسٹ حکمران ڈاکٹر نجیب کے اقتدار کا خاتمہ ہوا اور کابل میں مجاہدین کی حکومت قائم ہو گئی۔ امریکی استعمار نے مجاہدین کے خلاف بنیاد پرست اور دہشت گرد کی اصطلاحیں استعمال کر کے انہیں بدنام کیا اور پھر انہیں آپس میں لڑا دیا۔ کبھی سال حکمت یار اور ربانی کے گروپ آپس میں برسرپیکار رہے۔ اور اس داخلی جنگ سے جہاد افغانستان کے مقاصد کو شدید دھچکا لگا۔ متحارب افغان گروپوں کو آپس میں متحد کرنے کے لئے مختلف مواقع پر متعدد کوششیں ہوئیں، پشاور، جلال آباد، اسلام آباد اور خانہ کعبہ میں مختلف معاہدے ہوئے لیکن ...... اے بسا آرزو کہ خاک شد

کسی بھی معاہدے پر عمل درآمد نہ ہو سکا یہی وہ صورت حال ہے جس میں اچانک "طالبان" نامی تنظیم منصۂ شہود پر آئی۔ اس نے مطالبہ کیا کہ چونکہ موجودہ حکمران اسلامی نظام نافذ کرنے میں ناکام ہوئے ہیں اور آپس میں جنگ و جدل پر اتر آئے ہیں اس لئے وہ غیر مشروط پر اقتدار ہمارے حوالے کر دیں۔ طالبان کے

امیر ملا محمد عمر اخوند ہیں ان کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ کوئٹہ کے ایک دینی مدرسہ میں اپنی تعلیم ادھوری چھوڑ کر مولوی محمد نبی محمدی کی حرکت انقلاب اسلامی میں شامل ہوئے اور روسی استعمار کے خلاف جہاد میں شریک ہوگئے۔ ان کی ایک آنکھ اسی جہاد میں کام آئی۔ طالبان کے سپاہ انہیں "امیر المومنین" قرار دے کر شریک سفر ہوگئے۔ طالبان نے جس تیزی سے افغانستان کے مختلف علاقوں پر قبضہ کرکے اپنی حکومت قائم کی اس کے پس منظر اور پیش منظر سے صرف نظر ممکن نہیں۔ اس وقت افغانستان کے ۱۸ صوبوں پر ان کی حکومت ہے اور حالیہ کامیابی یعنی کابل کی فتح کے بعد طالبان کے بارے میں بہت سے شکوک و شبہات کا اظہار کیا جارہا ہے۔ آئی ایس آئی کے سابق سربراہ جنرل حمید گل نے ایک موقع پر کہا تھا کہ "طالبان" کے لئے کابل ناقابل تسخیر ہے "اور اب فرمایا ہے کہ "یہ معجزہ ہے" چند روز قبل انہوں نے کہا تھا کہ "وزارت خارجہ اور وزیر داخلہ نصیر اللہ بابر افغانستان میں خطرناک کھیل کھیل رہے ہیں "ادھر وزیر داخلہ کئی روز سے طالبان کی فتح کابل کی خوشخبریاں دے رہے تھے اور فتح کے بعد ان کے حق میں رطب اللسان ہیں۔ پاکستان کے عوام میں یہ تاثر عام ہے کہ طالبان کی پشت پر آئی ایس آئی ہے۔ اور فوج ہی ان کو کمان کر رہی ہے۔ سابق افغان صدر برہان الدین ربانی کا دعویٰ ہے کہ پاکستان ہمارے معاملات میں مداخلت کر رہا ہے۔ ہمارے پاس پاکستانی فوجی افسر بمع طیارہ بطور ثبوت موجود ہیں جو افغانستان میں آئے انہیں ہم اقوام متحدہ میں پیش کریں گے۔ یہ تاثر بھی عام ہے کہ امریکہ پاکستان کے ذریعہ طالبان کو استعمال کر رہا ہے۔ اور اس کا واحد مقصد جہاد افغانستان کی اصل قیادت کو ختم کرنا اور اسلحہ کے ذخائر پر قبضہ کرنا ہے۔ جس میں سٹنگر میزائل خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ فتح کابل کے بعد طالبان دوستم سے کیا سلوک کرتے ہیں؟ جبکہ انہوں نے سابق کمیونسٹ حکمران ڈاکٹر نجیب اور ان کے بھائی کو اقوام متحدہ کے دفتر سے نکال کر سرعام پھانسی پر لٹکا دیا ہے۔

ان حالات و واقعات کی روشنی میں فی الوقت طالبان کے بارے میں کوئی حتمی رائے قائم نہیں کی جاسکتی۔ ان کے تازہ اقدامات یعنی شریعت محمدی کا نفاذ بظاہر خوش کن اور متاثر کرنے والے ہیں لیکن مستقبل میں ان کا کردار ہی ثابت کرے گا کہ وہ کون ہیں؟ اور ان کے کیا مقاصد ہیں؟ اگر تو وہ صحیح معنوں میں شریعت محمدی کا نفاذ کر کے صرف اسلام کو ہی نظام ریاست کے طور پر قبول کرتے ہیں تو سبحان اللہ۔ ورنہ دوسری صورت میں دنیا بھر کی اسلامی تحریکوں کو نقصان ہوگا۔ اور یہی امریکہ کی سازش ہے۔

تعلیمی اداروں کی نج کاری اورقادیانیت نوازی:

بے نظیر حکومت نے تعلیمی اداروں کی نج کاری کا بھی فیصلہ کرلیا ہے۔ طرفہ تماشہ یہ ہے کہ وزیرِ اعظمٰی کے والد ذوالفقار علی بھٹو نے یہ ادارے قومی تحویل میں لئے تھے اور ان کی بیٹی باپ کے فیصلے کو غلط قرار دیکر مالکان کو واپس کر رہی ہے۔ بلکہ فروخت کر رہی ہے۔ ہمارے ملک میں تعلیم کا مستقبل تو پہلے ہی تباہ ہو چکا ہے اور اس نجکاری کے نتیجہ میں رہی سہی کسر بھی پوری ہوجائے گی۔ ان اداروں کے ہزاروں اساتذہ بے

(بقیہ ص ۸ پر دیکھیں)

قلم برداشتہ — سید عطاءالمحسن بخاری

جشنِ آزادی...............!

میں نے آزادی دیکھی، آزادی ناچ رہی تھی، آزادی گا رہی تھی، آزادی اچھل کود اور غل غپاڑے میں بری طرح مستعمل تھی۔ لوگ آزادی کو بے دریغ "ورت" رہے تھے۔ پاکستانی نسل جس نے آزادی کے لئے ایک تنکا نہیں توڑا، پاکستانی قوم جسے آزادی کے لئے کانٹا بھی نہیں چبھا پاکستانی روشن خیال جنھوں نے غلامی کی طویل شب کو شب عروس سمجھا..... انہیں قتل کی آزادی ہے۔ بم بازی کی آزادی ہے۔ ڈاکہ زنی کی آزادی ہے۔ اغوا کی آزادی ہے۔ چوری کی آزادی ہے۔ زنا، شراب، جوا کی آزادی ہے۔ دھوکے فریب دغا کی آزادی ہے۔ دودھ دہی دال چاول گندم دھنیا نمک مرچ مسالہ میں ملاوٹ کی آزادی ہے۔ دن بھر سبزیاں مہنگی بیچنے اور رات گئے ریڑھیاں، چھابے گندگی کے ڈھیروں پر پھینکنے کی آزادی ہے۔ اور اس آزادی میں عورت کا ۵۲ فیصد حق ہے لہذا وہ آزاد ہے ماں باپ سے بہن بھائی سے خاوند سے مذہب سے دینی قیود و حدود سے! وہ بال کٹوائے، منہ، گردن، سینہ، باہیں ننگی کرے، وہ آزاد ہے، آزادی بہت بڑی نعمت ہے اور وہ نعمتوں کی قدر کرنا جانتی ہے، وہ ناچے وہ گائے وہ سومنگ کرے وہ گیمز میں حصہ لے وہ آزاد ہے۔ اور آج تو آزادی ہے۔ آزادی ناچے گی خواہ "گوڈے" اور "گٹے" ٹوٹ جائیں، آزادی ناچے گی، یہ پاکستانی ثقافت ہے۔ ہٹ او ملا! مجھے آج جی بھر کے آزادی منانے دے۔ یہ جشن آزادی پھر کہاں؟ اور تو کیا جانے آزادی کے کیا مزے ہیں؟ یہ ثقافتیے، یہ لاحقے، یہ سابقے، یہ بے تکے بیانئے، یہ آزاد سیے کہہ رہے تھے، بھاشن بگھار رہے تھے کہ ہم نے مُلاازم کو دفن کر دیا ہے آزادی ایک روشنی ہے جس کی چکا چوند سے ہم روشن خیال ہی آزادی منا سکتے ہیں۔ آزادی کا ایک ایک لمحہ یادگار ہے، قومی زندگی کے ثقافتی جسد میں آزادی ہی روح رواں ہے۔ آزادی ہی جاوداں ہے، یہ لامکاں، ماورائے حد امکاں، یہ کن فکاں یہ سب قیاس و گماں ہے۔ آزادی مکان ہے، مکان واجب ہے، سر الاسرار ہے اور آزادی کے خیال ہی سے ہم پر بہار رہتے ہیں اور امریکہ کی غلامی کے دن بھی ہمیں سازگار رہتے ہیں۔ اس حال میں جب بھی آزادی سے میں ملا ہوں وہ مجھے اپنی سی لگی اور جب بھی پابندیوں میں اسکو ملا ہوں تو وہ نری باقیات ضیاء الحق لگی۔ ایسی آزادی کے "فرق" پہ خاک جو دل میں خوف خدا پیدا کرے، جو مہنگائی کو "پھٹکار" ہے" جو سرٹکوں پر رینگنے والی ابلیسی قوت سرمایہ دارانہ نظام کو "درکار ہے" جو لگژری کو انسانی زندگی میں گھلا ہوا زہر بے تریاق کہے، جو اسلام آباد کے غاصب ٹولے اور امریکی کمیوں کو شیطانی اشرافیہ بتائے۔ وہ آزادی ہمیں نہیں چاہئیے جو ہم جاگیرداروں کی

گردن ناپے۔ ایسی آزادی کے ہم قائل نہیں جسمیں حکمرانوں کے ایک اعلان سے ظالموں جابروں اور مستبدوں کا جسم خبیث پسینے میں شرابور ہو جائے اور فریبی آنکھیں تملق کے بد بودار قطرے کے ٹپکائیں مگر دل "آزادی" کے گیت گائے "آزادی" کے انتظار میں اپنے متعفن لاشے کو ہلکان کر دے۔

آزادی کے لئے جنگ کوئی لڑے، قربانیاں کوئی دے، موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اسکو ہزیمت سے ہمکنار کوئی کرے، دشمن کو اپنی سرزمین سے کوئی مار بھگائے لیکن "ٹیبل ٹاک" کے دھنی ٹیبل پر بیٹھ کر سازشی بندر بانٹ کر لیں۔ یہود و نصاریٰ کی اتباع میں سیکولرازم اور لبرل ازم کی بانسری بجائیں۔ جیسا آجکل افغانستان میں ہو رہا ہے۔ ایک گیم کھیلی جا رہی ہے۔ فساق و فجار قریب کفار کو مسلط کرنے کی امریکی خواہش آخری مرحلے میں ہے پھر وہاں بھی آزادی ہی آزادی ہے۔ روشن خیال "وسیع البنیاد" بے اساس و بد نہاد جو آزادی دے سکتے ہیں، افغانستان کا کوئی فرزند ناہموار ہو آزادی دے سکتا ہے، وہ ایک بنیاد پرست سے کیسے متوقع ہو سکتی؟ وہ آزادی اللہ کا دین نہیں دیتا۔ ایک مسلمان اس آزادی کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ اگر ایسی ہی آزادی چاہیئے تھی تو وہ امریکہ و یورپ میں بھی اور غلام ہندوستان میں بھی تھی اسکے لئے پاکستان الگ ریاست بنانے کی کیا ضرورت تھی۔ ایسی قوم تیار کرنا تھی تو وہ تو یہودیوں، عیسائیوں اور بدھسٹوں کے ہر ملک میں موجود تھی اسکے لئے پچپن ہزار بیٹیاں، ان گنت معصوم بچے اور لاتعداد بوڑھوں کو بے گور و کفن پاکستان کے راستے میں بچھانے کی کیا ضرورت تھی؟ ہاں ہاں کیا ضرورت تھی؟

اور آزادی اس محبوس، متعفن فضا میں تھر تھر کانپتی لڑکھڑاتی، سر میں خاک ڈالتی دور خلاؤں میں گھور رہی تھی۔ اسے کچھ سجھائی نہیں دے رہا تھا.....

جی نڈھال، چشمِ نم — اے سکوتِ شامِ غم
سیل درد پیش و پس — آس پاس تیرگی
بے کنار ظلمتیں — بے قیاس تیرگی

بقیہ اداریہ

روزگار ہوں گے۔ فیسیں اتنی بڑھ جائیں گی کہ غریب کے لئے حصول تعلیم ناممکن ہو جائے گا اور تعلیم خاص طبقہ کا ہی حق ہو گا۔ جو ادارے غیر مسلموں یعنی مرزائیوں اور عیسائیوں کی ملکیت تھے، قومی تحویل میں آنے کے بعد ان کے سٹاف میں مسلمان اساتذہ بھی شامل ہو گئے اور طلباء میں بھی اکثریت مسلمانوں کی ہو گئی۔ اسی وجہ سے ان سکولوں کالجوں میں مساجد تعمیر ہوئیں۔ سوال یہ ہے کہ اب ان مساجد کا کیا بنے گا؟ ربوہ میں تعلیم الاسلام کالج مرزائیوں کو واپس لوٹایا جا رہا ہے اور مرزائی اس کی قیمت حکومت کو ادا کر رہے ہیں۔ اس اقدام سے ربوہ اور اسکے مضافاتی علاقوں کے مسلمان مرزائی شدید متاثر ہوں گے۔ یہ ادارے کفر و ارتداد کی تبلیغ کے مراکز بن جائیں گے۔ حکومت تعلیمی اداروں کی نج کاری کے فیصلہ کو واپس لے۔ ہم مجلس عمل اساتذہ پاکستان کے مطالبات کی مکمل حمایت کرتے ہیں۔

48 برسوں میں

کیا کھویا کیا پایا؟

سید عطاءالمحسن بخاری

ہم نے مشرقی پاکستان کھودیا۔
ہم نے ۱۲ کروڑ مسلمان کھودیئے۔
ہم نے پٹ سن جیسی عظیم نعمت ہاتھوں سے کھودی۔
ہم نے دو قومی نظریے کی خود ہی نفی کر دی اور نظریہ قوم و وطن کھویا۔
ہم نے جنوبی ایشیا میں ہندوستان کی بالادستی قبول کی۔
ہم نے ہندوستان کے ساتھ اقتصادی روابط بڑھائے۔
ہم نے بیرون ملک ہندوستانی تاجروں سے شکست کھائی۔
ہم نے کشمیر کا مسئلہ صرف نئے پاکستان..... بھٹو کے پاکستان.... کے عوام کی جذباتی تسکین اور مصروفیت کے لئے باقی رکھا۔
ہم نے فیصلہ کر لیا ہے کہ کشمیر پاکستان کا نہیں ہے۔ کشمیر کشمیریوں کا ہے۔ چاہے وہ پاکستان کے ساتھ رہیں، یا آزاد، خود مختار کشمیریوں کی ریاست بنائیں۔ یا پاکستان و ہندوستان کے مقبوضات میں!
ہم نے پاکستان اسلام کے نام پر بنایا مگر اسلام (نہ کہ "اسلامیات") پاکستان میں کبھی لازمی مضمون کے طور پر نہیں پڑھایا گیا، اسلام پاکستان والوں کی آپشن ہے پڑھیں یا نہ پڑھیں۔
اسلام پاکستانیوں کے لئے بھی آپشنل مسئلہ ہے وہ مانیں یا نہ مانیں۔
اسلام ۴۸ برس میں کبھی پاکستان کا مسئلہ نہیں رہا۔
ان ۴۸ برسوں میں سرمایہ دار اور جاگیردار پھلا، پھولا اور پھٹ گیا۔ اس کی "پھٹن" سے شراب، زنا، جُوا، چوری، ڈاکہ، قتل، اغوا، سود، جھوٹ، وعدہ خلافی، ملاوٹ جیسی موذی عادات پھیلیں، عام ہوئیں اور بلاء ناگہانی بن کے پوری قوم کو چمٹ گئیں۔
۴۸ برس میں ان اعمال بد کی اصلاح کا ایک کام بھی نہیں ہوا۔
۴۸ برسوں مین بد عملوں، فاسقوں اور فاجروں کے اس انبوہ کثیر کے سرکاری و غیر سرکاری کسی فرد کو شرعی سزا نہیں دی گئی۔ بلکہ شرعی سزاؤں کو "وحشیانہ" سزائیں کہا گیا۔
شرعی سزاؤں کو وحشیانہ سزا کہنے والا طبقہ اسے کے بروہی سے لے کر آج تک حکومتوں کے دل و دماغ پر مسلط

ہے۔ یہ کفر پرور، سیکولر اور لبرل طبقہ حکومتوں کے اعصاب پر بھی مسلط رہا ہے۔
آج یہی نابکار طبقہ حکومت کر رہا ہے۔

۴۸ برس میں ایک قوم تیار کی گئی جو جمہوریت اور اسلام میں سے کسی ایک کو چن لے۔ اس نئی قوم نے اسلام کی بجائے جمہوریت کا انتخاب کیا، دوسرے کربناک واذیت ناک لفظوں میں ہم نے اسلام چھوڑ دیا ملک کی طربناکی و خوشحالی کے لئے ڈیموکریسی ضروری قرار دی گئی۔

ہم نے ۴۸ برسوں میں "سرکاری" محنت و جانفشانی سے اسلام کو کمیوں کمیروں کا مذھب بنا دیا۔ مادی وسائل واعتبارات کے لحاظ سے پاکستان کا کوئی بھی بڑا آدمی دین نہیں جانتا، اور جاننا چاہتا بھی نہیں۔ اپنے بچوں کو دین پڑھانا نہیں چاہتا۔ انہیں دینی محفلوں، تقریبوں میں شرکت کے لئے جانے نہیں دیتا۔ انہیں دینی شخصیات کے قریب بھٹکنے نہیں دیتا۔ دینی ماحول، دینی مزاج، دینی لباس، دینی بود و باش دینی تراش خراش، دینی سیرت و صورت سے اسے گھن آتی ہے۔ دینی چال ڈھال کا وہ مذاق اڑاتا ہے۔ پھبتیاں کستا ہے۔ دینی شخصیت کو بے کار کے لوگوں میں شمار کرتا ہے۔ اس کا آئیڈیل کلنٹن ہے۔ وہ دنیا صرف اپنی سمجھتا ہے۔ یعنی... اپنی ملکیت و میراث بلاشرکت غیرے! اور پھر وہ بھاڑے بھتے پر آخرت بھی مول لینا چاہتا ہے۔ اس دھندے کے لئے اس نے فرسودہ اور گھسے پٹے لوگوں کی ایک منڈلی بنا رکھی ہے۔ جن کی خدمات حاصل کر کے، یہ مرنے کے بعد چند کھوٹے سکوں کے خرچ کرنے سے مغفرت، رحمت، جنت، حور و غلمان، کا "الاٹی" بننا چاہتا ہے۔ دودھ اور شہد کی نہروں میں غوطے لگانا چاہتا ہے اور وہاں بھی مولوی کو کمی رکھنا چاہتا ہے۔ یہ جنت کو بھی پاکستان کا کوئی صوبہ، ضلع، تحصیل یا قصبہ سمجھتا ہے۔ جس میں الیکشن جیتنے کے جملہ حقوق اسی کے نام محفوظ ہیں۔ یا جنت کو اسلام آبادی بھوتوں، چڑیلوں کی ملکیت سمجھتا ہے کہ جو چند بے قیمت اعمال کے بدلے میں الاٹ ہو جائیگی!

۴۸ برسوں میں اس قماش کے بڑے آدمی اس ملک میں، اتنے زیادہ ہو گئے ہیں کہ ملک ان کے لئے چھوٹا پڑ گیا ہے۔ ہاں ہاں! یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے۔ کیونکہ یہ ایسا تماشا ہے جس میں تماشائی اور اجزائے تماشا، کوئی بھی عبرت پکڑنے کو تیار نہیں ہے............ع

محو حیرت ہوں وطن کو کیا سے کیا ہو جائیگا۔

بد اندیش کے دل میں گھر کرنے والا

جب رسول اللہ ﷺ نے مبعوث برسالت ہو کر مکہ میں اپنی قوم قریش کو بت پرستی سے روکا تو لوگ جن کے رگ و پے میں شرک ساری ہو کر طبیعت ثانی بن چکا تھا، آپ کے سخت مخالف ہو گئے اور جو سلیم الفطرت انسان آپ کے متبع ہو گئے تھے ان کو بھی تنگ کرنے لگے۔ یہ اللہ کے مخلص بندے دل جمعی سے اللہ کی عبادت کرنے کے لئے پہلے حبش کو ہجرت کر گئے اور جب یثرب (مدینہ) میں دین اسلام کی روشنی پہنچی اور وہاں اہل دین کو دشمنوں کے شر سے بچنے کا ٹھکانہ نظر آیا تو ادھر کا رخ کیا۔ آں حضرت ﷺ کی حضرت ابو بکرؓ کے ساتھ ہجرت کرنے سے پہلے حضرت عمرؓ آپ کی تشریف آوری کا مژدہ سنانے کے لئے مدینہ منورہ گئے پھر حضور ﷺ بھی مع یار غار پہنچ گئے۔ یہ ہجرت چونکہ اسلام و مسلمین کے لئے بابرکت ثابت ہوئی اس لئے حضرت فاروق اعظمؓ نے اسی سال سے اسلامی سنہ ہجری کا آغاز اپنے عہد خلافت میں فرمایا۔ مکہ کے پرستاران اصنام کو گوارا نہ ہوا کہ مدینہ میں، جو دورِ نبوی کے سبب مدینۃ النبی ﷺ مشہور ہوا، اسلام کا شجر جڑ پکڑ کر پھولے پھلے، لہٰذا وہ ہجرت سے دوسرے سال ہی بڑے سازوسامان سے مدینہ پر حملہ کرنے کے لئے بڑھے اور بدر پر مقابلہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول علیہ السلام کی مدد فرمائی اور مسلمانوں نے اپنے سے تین گنا دشمنوں کو شکست دی ستر مشرک قتل اور ستر ہی اسیر ہوئے۔ ان قیدیوں میں حضور ﷺ کے چچا عباس اور چند چچا زاد بھائی بھی تھے جو فدیہ لے کر چھوڑ دیئے گئے اور رحمۃ للعالمین ﷺ کی کرم فرمائی کا یہ اثر ہوا کہ وہ بتدریج مشرف باسلام ہو کر مسلمانوں کے قوت بازو بن گئے۔

ان حملہ آوروں میں عبدالرحمن بن ابی بکرؓ تھے جنھوں نے داخل اسلام ہو کر دین حق کی فتح و ظفر کے لئے کارہائے نمایاں انجام دیئے۔

قریش نے بدر کی شکست کا بدلہ لینے کے لئے ایک برس بعد یعنی ۳ھ میں تین ہزار کی زبردست جمعیت کے ساتھ مدینہ کا رخ کیا۔ اس میں اس بہادر قوم کی خواتین بھی اپنے مقتول عزیزوں کا بدلہ لینے کے لئے شامل تھیں۔ جن میں ہند بنت عتبہ اپنے بھائی اور باپ کے قتل کا انتقام حضرت حمزہؓ سے لینے کے لئے خاص مشہور ہے اس نے ایک حربہ انداز حبشی غلام کو حضرت حمزہ کو شہید کرنے پر مامور کیا اور اپنے مقصد میں کامیاب ہوئی۔ یہ لشکر ابوسفیان بن حرب رئیس مکہ کی قیادت میں تھا۔ اور قریش کے مشہور بہادر خالد اور عکرمہ بن ابی جہل (جس کا باپ بدر میں قتل ہوا تھا) بھی شریک کارزار تھے۔ ان تینوں کے ہاتھ سے

مسلمانوں کو سخت نقصان اٹھانا پڑا تھا (یعنی چالیس زخمی ہوئے اور ستر شہید) اور خود رحمت للعلمین ﷺ کی ذات گرامی کو جو صدمہ پہنچا تھا وہ بہت شدید تھا۔

اب یہ پانچ دشمن ہمارے پیش نظر ہیں۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ رسول کریم ﷺ نے جب ان پر غلبہ حاصل کیا تو کیا ان سے احد کے نقصان کا بدلہ لیا؟ نہیں لیا؟ کیوں؟ اس لئے کہ آپ کا فرض تبلیغ و توسیع اسلام تھا۔ جب انہوں نے بطیب خاطر اسلام قبول کر لیا تو زمانہ کفر میں جو گناہ ان سے سرزد ہوئے تھے وہ سب معاف ہو گئے۔

۱- خالد بن ولید کو لو۔ یہ کسی سے نہ دبنے والا نوجوان جذب حقیقی سے خود بخود ۸ھ میں فتح مکہ سے پہلے حاضر خدمت نبوی ہوتا ہے اور اسلام قبول کرتا ہے اور معذرت کرتا ہے کہ میں نے حضور ﷺ کی بڑی مخالفت کی ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ نہیں اسلام سب سابقہ گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔ اس کے بعد یہی خالد اسی سال واقع ہونے والے جہاد موتہ میں تین اسلامی سالاروں کے شہید ہونے کے بعد کمان سنبھالتا ہے اور اپنے سے ۳۳ گنا زیادہ فوج کا مقابلہ کرتا ہے اور مظفر و منصور لوٹتا اور بارگاہ نبوی ﷺ سے خطاب سیف اللہ پاتا ہے۔ پھر عہد نبوی ہی میں غزوہ تبوک اور فتح مکہ میں اس کے شجاعانہ کارناموں کے علاوہ عراق اور شام میں اس نے جو عظیم الشان فتوحات عہد صدیقؓ و فاروقؓ میں حاصل کی ہیں وہ تاریخ اسلام میں بحروف جلی مرقوم ہیں۔ ایسے شجاع کا مشرف باسلام ہو جانا اسلام کی حقانیت کی زبردست دلیل ہے۔

۲- خالدؓ کے ساتھ ہی دو اور زبردست شخصیتیں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر جو ایمان لائیں ان میں ایک کا نام عمرو بن عاصؓ ہے۔ یہی وہ بلند پایہ شخص ہے جسے اس کی اعلیٰ قابلیت کی وجہ سے قریش نے منتخب کر کے وفد کا سردار بنا کر شاہ حبش کے پاس بھیجا تھا تا کہ وہ ہجرت کردہ مسلمانوں کو واپس کر دے۔ پھر اسی کو آں حضرت ﷺ نے بادشاہ عمان کے پاس اپنا مکتوب گرامی دے کر بھیجا تھا اور اس نے اس بادشاہ جیفر اور اس کے بھائی عبد کو اسلام کی حقانیت کا ایسا قائل کیا کہ وہ دونوں داخل اسلام ہو گئے اور ان کے ساتھ ان کی رعایا کا اکثر حصہ بھی مشرف باسلام ہوا۔ پھر اسی عمرو بن عاصؓ نے مصر فتح کیا۔

۳- خالدؓ کے ساتھ جو دوسرا شخص آں حضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر ایمان لایا وہ عثمان بن طلحہ کلید بردار کعبہ تھا۔ ان کے اسلام لانے پر حضور ﷺ نے فرمایا تھا کہ آج مکہ نے اپنے جگر کے ٹکڑے ہم کو دے ڈالے ہیں۔ حضور ﷺ نے فتح مکہ کے دن خانہ کعبہ کی چابی اسی عثمان کو عطا کر کے فرمایا "جو تم سے لے گا وہ ظالم ہو گا" چنانچہ وہ چابی اب تک اسی کی اولاد کے پاس ہے جو شیبی کہلاتے ہیں۔

۴- ابوسفیانؓ بن حرب فتح مکہ سے کچھ دن پہلے مسلمان ہو گئے تھے اور یوم فتح آں حضرت ﷺ نے ان کے گھر کو امن قرار دیا تھا کہ جو اس میں پناہ لے گا وہ مامون ہے۔ انہوں نے بعد کی جنگوں میں خلوص سے شرکت کی اور مجاہدوں کو جوش دلانے کے فرائض انجام دیئے۔ انہی جہادوں میں آپ کی دونوں آنکھیں ضائع ہو گئی تھیں۔

۵- ہند: انہی کی زوجہ محترمہ تھیں آپ فتح مکہ کے دن مشرف باسلام ہوئیں اور یرموک وغیرہ کی جنگوں میں پسپا ہونے والے مسلمانوں کو غیرت دلا کر ایسا آمادۂ پیکار کیا کہ وہ فتح مند ہو گئے۔

۶- عکرمہؓ بن ابی جہل کو جب ان کی بیوی لے کر حاضر رحمۃ للعالمین ﷺ ہوئی تو آپ بڑی سر گرمی سے اٹھ کر اس سے بغل گیر ہوئے اور "نعم الراکب" کے خطاب سے مخاطب فرمایا۔ یہی وہ جانباز بہادر ہے جس نے جہاد یرموک میں حضرت خالد کے ماتحت عیسائیوں کا جان توڑ کر مقابلہ کیا اور جب مسلمانوں کے قدم ڈگمگاتے دکھائی دیتے تو صدہا مسلمانوں کو ساتھ ملا کر موت کی بیعت کی اور کہا کہ میں حضور ﷺ کے وقت کبھی منہزم نہیں ہوا تو کیا اب عیسائیوں کے مقابل پیٹھ پھیروں گا۔ چنانچہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ تلوار لے کر دشمنوں میں گھس گیا، اور انہیں بھاگنے کے سوا اور کوئی چارہ کار نظر نہ آیا۔ یہ شہ سوار قریشی بہادر اپنے ساتھیوں اور بیٹے سمیت بدرجہ شہادت فائز ہوا۔ آخری وقت حضرت خالدؓ کے پاس دونوں باپ بیٹوں کو اٹھا لائے۔ سیف اللہ نے اپنے زانوں پر دونوں کا سر رکھ کر کہا اے عکرمہ کیا تمہیں مجھ سے زیادہ شہادت کی آرزو تھی؟

۷- مغیرہ کا پوتا عبداللہ بن ابو امیہ آں حضرت ﷺ کا پھوپھی زاد بھائی تھا مگر ابتداء میں سخت مخالف۔ یہ بھی توفیق الٰہی سے حاضر ہو کر ایمان لے آیا۔

۸- ثمامہ بن اُثال نجد کا فرمانروا حضور انور ﷺ کا سخت جانی دشمن تھا۔ وہ تین دن مدینہ میں رہا تو حضور کی صحبت سے متاثر ہو کر بطیب خاطر مشرف باسلام ہو گیا۔

۹- ابوسفیان مغیرہ بن حارث آں حضرت ﷺ کا چچا زاد بھائی پہلے کئی برس مخالف رہ کر حضور ﷺ کی اور مسلمانوں کی ہجویں شعر کہتا رہا۔ پھر توفیق الٰہی سے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کرتا ہے اور سید فتیان الجنۃ (جواں مردان جنت کا سردار) کا خطاب پاتا ہے۔

۱۰- حکیم بن حزام قریشی اسدی (جو بیت اللہ میں پیدا ہوا) نے ساٹھ برس کی عمر کفر میں کاٹی، بدر میں مشرکوں کے ساتھ تھا پھر مسلمان ہو کر ساٹھ سال خدمت اسلام میں بسر کئے۔ ایک حج کے موقع پر ایک سو اونٹ اور ایک ہزار بکرے قربان کئے اور ایک سو غلاموں کو آزاد فرمایا۔

۱۱- عبدیالیل ثقفی وہ شخص ہے جس نے آں حضرت ﷺ کی ضرب و تضحیک میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی تھی جبکہ آپ طائف تشریف لے گئے تھے۔ لیکن پھر چند سال بعد حاضر ہو کر مسلمان ہوا۔ اپنی قوم میں مبلغ بن کر گیا اور سارے قبیلے کو ایک ہی دن میں مشرف باسلام کرنے میں کامیاب ہوا۔

۱۲- بریدہ بن الحصب اسلمی وہ شخص ہے جو قریش سے سو اونٹ انعام پانے کے لالچ میں حضور ﷺ کا وقت ہجرت تعاقب کرتا ہے مگر نبوت کے فیض اثر دیدار سے شرف اندوز ہو کر اور دل نواز آواز سن کر مسخر ہو جاتا ہے اور اپنی پگڑی نیزے پر باندھ کر آپ کا علم بردار بن جاتا اور ہم رکاب ہونے کی سعادت حاصل کرتا ہے۔

۱۳- عروہ بن سعود جو حدیبیہ میں آں حضرت ﷺ اور صحابہؓ کو مکہ میں داخل ہونے سے روکنے کے لئے قریش کا سفیر بن کر آتا ہے مگر خود بخود مدینہ میں آکر اسلام قبول کرتا ہے۔ اور اپنی قوم میں دعوت اسلام کرتے ہوئے شہید ہو جاتا ہے۔

۱۴- سہیل بن عمروؓ اسی مقام حدیبیہ میں قریش مکہ کی طرف سے کمشنر معاہدہ ہو کر آتا ہے اور نام محمد ﷺ کے ساتھ رسول اللہ لکھنے پر اعتراض کرتا ہے۔ مگر جب اسلام قبول کر لیتا ہے تو بعد وفات آں حضرت ﷺ بیت اللہ میں استادہ ہو کر اسلام کی صداقت اور دین الٰہی کی تائید میں ایسا زبردست خطبہ دیتا ہے جو سینکڑوں دلوں میں سکینہ اور ایمان بھر دیتی ہے۔

۱۵- وحشیؓ بن حرب جس نے حضرت حمزہؓ کو حربہ پھینک کر شہید کیا تھا جب فتح مکہ کے دن مسلمان ہو جاتا ہے تو حضور ﷺ اس کی تقصیر پر خط عفو کھینچ دیتے ہیں۔ پھر وہ اپنے فن کا مظاہرہ دشمن اسلام کو قتل کرنے میں کرتا ہے اور جنگ یمامہ میں مسیلمہ کذاب کو نشانہ بناتا اور اسے خاک و خون میں لٹا دیتا ہے۔

یہ چند مثالیں ان خاص ذی اثر اور باشوکت لوگوں کی ہیں جو رسول اللہ ﷺ کی تبلیغ اور عفو و کرم سے متاثر ہو کر کفر سے تائب ہوئے اور باقی عمر خدمت اسلام میں بسر کر دی۔ مگر عرب کی آبادی ان چند نفوس کی نہیں تھی۔ لاکھوں مخالف موجود تھے مگر سب مطیع و منقاد ہو گئے اور اللہ تعالیٰ کا وعدہ پورا ہوا جو سورہ ممتحنہ رکوع ۲ میں موجود ہے کہ عسی اللہ ان یجعل بینکم وبین الذین عادیتم منھم مودۃ یعنی عنقریب اللہ تعالیٰ تمہارے درمیان اور تمہارے دشمنوں کے درمیان مودت قائم کر دے گا۔ اس مودت قائم کرنے کا یہ نتیجہ ہوا کہ دشمن دوست بن گئے۔ توحید کی اشاعت میں جو رکاوٹیں پیدا ہوئیں انہیں جانبازیوں سے دور کیا اور اسلام کو چار دانگ عالم میں پھیلایا اور آج ہم فخر کرتے ہیں ہم مسلمان فاتح اقوام دنیا میں شامل ہیں۔ والحمدللہ علی ذالک۔

فون بستان عائشہ: 511356 فون مدرسہ: 511961

طالبات کی دینی تعلیم و تربیت کی عظیم درسگاہ **مدرسہ بستانِ عائشہ**

میں دو نئی درسگاہیں زیر تعمیر ہیں اہلِ خیر سے التماس ہے کہ اس کارِ خیر کی تکمیل کے لئے فوری طور پر اپنے عطیات ارسال فرمائیں (جزاکم اللہ تعالیٰ)

ترسیل زر کے لئے:

بذریعہ منی آرڈر: سید عطاء المحسن بخاری، دار بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

بذریعہ بینک ڈرافٹ یا چیک: سید عطاء المحسن بخاری اکاؤنٹ نمبر 29932 حبیب بینک حسین آگاہی ملتان

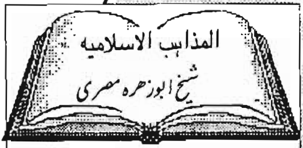

سبائیت کے مسموم اثرات

مولانا عبدالحق چوہان مدظلہ

شیخ ابوزہرہ مصری کی کتاب "المذاہب الاسلامیہ" ہمارے پیش نظر ہے۔ شیخ نے اس کتاب میں قدیم اور جدید فرقوں کے منصۂ شہود پر آنے کے عوامل و اسباب کا تجزیہ کیا ہے۔ اور ساتھ ہی ان فرقوں کے عقائد، اسماء اور ان میں مختلف نظریات کی بنیاد پر موجود ہونے والے ذیلی فرقوں کی بھی نشاندہی کی ہے۔ شیخ کی اس کتاب میں قدیم فرقوں کے متعلق بہت ہی علمی مواد جمع ہے۔ لیکن یہ ایک مسلّمہ کلیہ اور فطری حقیقت ہے کہ ہر مصنف کی کتاب میں مباحث کے ضمن اور بین السطور میں مصنف کے عقائد اور اسکے نقطۂ نظر کا رجحان نمایاں طور پر محسوس کیا جاتا ہے۔ بعینہ یہی صورتحال ابوزہرہ کی کتاب "المذاہب الاسلامیہ" میں موجود ہے۔ اسلام کے حزب اختلاف، "فرقہ رافضیہ" کے عوامل و اسباب کے تجزیہ کے ضمن میں ان کی تحریر سے رفض و سبائیت کی رائحہ کریہہ محسوس ہوتی ہے۔ ابوزہرہ کی اس کتاب کے مترجم پروفیسر غلام احمد حریری، ابوزہرہ کے نظریات و افکار کا تجزیہ کرتے ہوئے ایک مقام پر رقمطراز ہیں۔

> حضرت معاویہؓ صحابیٔ رسول، کاتب وحی اور نبی کریم ﷺ کے قریبی عزیز تھے۔ مصنف کے یہ الفاظ آپ کی شان میں گستاخی کا بد ترین نمونہ ہیں۔ ابوزہرہ کی کتب کا بنظر غائر مطالعہ کرنے سے ان کے اس رجحان کا پتہ چلتا ہے کہ وہ تفضیل علی کے نظریہ کی جانب مائل ہیں۔ انہوں نے اپنی تصانیف میں کہیں بھی حضرت معاویہ اور ان کے والد حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ سے انصاف نہیں کیا اور نہ ان کی خدمات کو سراہا۔ بلکہ ہمیشہ ایک آنکھ سے دیکھتے رہے۔ فغفر اللہ بہ ہذہ الزلتہ العظیمتہ التی ہی زنب کبیر و مصداق قولہ صلی اللہ علیہ وسلم "سب اصحابی ذنب لایغفر"۔ (ص۱۴۸ حاشیہ)

اور اسی یک چشمی کا نتیجہ ہے کہ اسی کتاب میں ایک مقام پر اسی فضیلت علی کے نظریہ کی تائید میں ابن ابی الحدید شیعہ معتزلی کا یہ قول پیش کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

> ابن ابی الحدید جو ایک اعتدال پسند شیعہ عالم تھا لکھتا ہے کہ صحابہ میں مندرجہ ذیل حضرات۔ حضرت علیؓ کو افضل الصحابہ تسلیم کرتے تھے۔ عمار بن یاسر۔ مقداد بن الاسود۔ ابوذر غفاری۔ سلمان فارسی۔ جابر بن عبداللہ۔ ابی ابن کعب۔ حذیفہ۔ بریدہ۔ ابوایوب انصاری۔ سہل بن

حفیف۔ عثمان بن حنیف۔ ابوالہیثم بن تیہان۔ ابوطفل عامر بن واثلہ۔ عباس ابن عبدالمطلب اور ان کے بیٹے، نیز تمام بنی ہاشم حضرت علیؓ کو افضل سمجھتے تھے (ص ۶۴)
لیکن صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا یہ نظریہ نہیں تھا بلکہ ان کا نظریہ یہ تھا۔

عن ابن عمر قال کنافی زمن النبیؐ لا نعدل بابی بکر احداً ثم عمر ثم عثمان (مشکوۃ ص۵۵۵/ ج۲)

ترجمہ:۔ حضرت ابن عمر فرماتے ہیں کہ ہم نبی اکرم ﷺ کے زمانے میں کسی کو حضرت ابوبکر کے برابر نہیں سمجھتے تھے پھر حضرت عمر اور پھر حضرت عثمان۔

اور سیدنا علیؓ کا خود اپنا نظریہ بھی یہ نہیں تھا۔

عن محمد ابن حنفیہ قال قلت لابی ایّ الناس خیر بعدالنبیؐ قال ابوبکر قلت ثم من قال عمر مشکوٰۃ ص۵۵۵/ ج۲)

ترجمہ:۔ محمد ابن حنفیہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد یعنی حضرت علیؓ سے پوچھا کہ نبی اکرم ﷺ کے بعد سب سے افضل کون تھا تو انہوں نے فرمایا ابوبکر، میں نے کہا پھر کون تو انہوں نے فرمایا عمر

اور اسی یک چشمی کا نتیجہ ہے کہ ابوزہرہ نے حضرت عثمانؓ کی (سیاست کو ھدف) تنقید بنایا اور آپ کے اعمال ولایت کو بد ترین حکام کے لبادے میں پیش کیا۔ ابوزہرہ حضرت عثمانؓ کے دورِ خلافت میں فتنہ انگیزی کے اسباب کی نشاندہی کرتے ہوئے تحریر کرتا ہے۔

جب حضرت عثمانؓ نے مہاجرین اولین بیرون مدینہ سکونت گزینی کی اجازت دے دی تو وہ خلیفہ اور حکام دونوں کو اپنی تنقید کے تیروں سے چھلنی کرنے لگے (ص ۵۴) واقعہ یہ ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ نے اپنے دور خلافت میں قریشی مہاجرین کو مدینہ منورہ میں اقامت گزین رہنے کا پابند بنا رکھا تھا لیکن حضرت عثمانؓ نے ان حضرات سے یہ پابندی اٹھالی تھی ان کا نقطۂ نظر یہ تھا کہ ان نفوس قدسیہ کے برکات و تجلیات سے اطراف عالم میں پھیلی ہوئی امت محمدیہ کو متمتع ہونے کا موقع فراہم کیا جائے۔ تاریخ کامل ابن اثیر کی روایت کے مطابق جب یہ نفوس قدسیہ مختلف دیار وامصار میں پھیل گئے تو لوگ دور دور سے سمٹ کر ان حضرات کی طرف آئے اور ان کی خاک پا کو سرمۂ چشم بنانے لگے۔ پس لوگوں کی نظر میں خلیفۂ ثالث اس فیض رسانی کی بناء پر خلیفۂ ثانی سے کہیں زیادہ محبوب تھے۔ حضرت عثمانؓ کا جو عمل لوگوں کی نظر میں سبب محبوبیت بنا، ابوزہرہ کی نظر میں حضرت عثمانؓ کا یہی عمل سبب تنافر ہے۔ اور پھر وہ اس تجزیہ میں یہ تأثر دینا چاہتے ہیں کہ حکام ولایت اور حضرت عثمان انہی حضرات کی تنقید کا ھدف بنے۔ سبائی مفسدین کو ان حضرات کی اس تنقید سے تقویت اور تائید حاصل ہوئی۔ حالانکہ حقیقت اس کے برعکس ہے۔ ابن سبا کی ذریت نے ہر مرکزی شہر میں خفیہ مراکز قائم کئے ہوئے تھے اور انہی مراکز سے ہر شہر کی جانب عمال عثمانی کے خلاف تسلسل کے ساتھ سلسلۂ مراسلات جاری تھا اور انہی مکذوبہ مراسلات کے باعث فضاء میں تکدر کی کیفیت پیدا ہو

گئی حتیٰ کہ مدینہ منورہ سے بھی حضرت علی، حضرت طلحہ، حضرت زبیر اور ام المومنین حضرت عائشہ سلام اللہ و رضوانہ علیہم کی جانب سے مختلف دیار و امصار میں سیدنا عثمانؓ کے خلاف جعلی اور وضعی خطوط روانہ کئے گئے۔ ابن سبا کے گروہ نے ان خطوط ذریعہ لوگوں میں یہ تاثر پیدا کرنے کی کوشش کی کہ اہل مدینہ اور اکابر صحابہ عثمانؓ کے مظالم کا ہدف ستم بنے ہوئے ہیں۔ سیدنا عثمانؓ نے جب فضاء کے اس تکدر کو محسوس کیا تو اکابر صحابہ کی مجلس شوریٰ بلائی اور ان کے سامنے یہ صورت حال پیش کی اور فرمایا آپ حضرات میرے شریک کار ہیں اور مومنوں کے امین ہیں۔ اس معاملہ میں آپ جو مشورہ دیں گے اس پر عمل کیا جائے گا۔ اکابر صحابہ نے یہ مشورہ دیا کہ تفتیش و تحقیق حال کے متعلق بااعتماد افراد کو مختلف شہروں میں روانہ کیا جائے اور یہ حضرات رعایا سے عمال ولایت کے متعلق احوال دریافت کریں اور واپس آکر صحیح صورت حال سے مطلع کریں۔ اسی تجویز اور رائے کی بنیاد پر ان حضرات کو تفتیش حال کے لئے مختلف کی جانب روانہ کیا گیا۔ محمد ابن مسلمہ انصاری کو کوفہ، حضرت اسامہ بن زید کو بصرہ، حضرت عمار ابن یاسر کو مصر اور حضرت عبداللہ ابن عمر کو شام کی جانب۔ ان کے علاوہ دوسرے قابل اعتماد افراد کو بھی دریافت حال کی غرض سے مختلف دیار و امصار کی طرف روانہ کیا گیا تھوڑے عرصہ بعد حالات کا جائزہ اور تحقیق کر کے سوائے سیدنا عمارؓ کے تمام حضرات واپس تشریف لائے انہوں نے آکر یہ بیان کیا کہ نہ تو ہم نے عمال کی کوئی نازیبا کارروائی دیکھی ہے اور نہ ہی علماء امت اور عام رعایا کی زبان سے کسی قسم کا شکوہ سنا ہے۔ یہ ہے ان تنقیدی خطوط کی حقیقت کہ جن کے متعلق ابوزھرہ صاحب فرماتے ہیں کہ اکابر صحابہ نے عثمانؓ اور اس کے عمال کو اپنی تنقید سے چھلنی کر دیا۔

پھر اسی کتاب میں "حضرت عثمان کی اقرباء نوازی" کے زیر عنوان یہ تحریر ہے۔

"یہ عبداللہ بن سعد ابی سرح تھا جسے حضرت عثمانؓ نے حضرت عمرو بن عاص کے بعد والی مقرر کیا تھا۔ اس نے بھی لوگوں کو حضرت عثمانؓ کے خلاف جمع کرنا شروع کیا۔ وہ خود کہا کرتا تھا کہ میں ایک گڈرے کو ملتا تو اسے بھی آپ کے خلاف اکساتا۔ عبداللہ کو والی مقرر کرنے کا یہ نتیجہ ہوا کہ لوگوں میں طرح طرح کی باتیں مشہور ہو گئیں۔ عبداللہ وہی تھا جو ایمان لانے کے بعد مرتد ہو گیا اور پھر نبی کریم ﷺ کے خلاف بہتان طرازی میں حصہ لینے لگا" (ص ۵۶)

پھر عبداللہ کے عامل مقرر کرنے کے نتیجہ اور اس کے اعمال شنیع کے رد عمل کو پیش کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں۔

"بلاشبہ ایسے والی کا وجود ہی لوگوں کو حضرت عثمانؓ کے خلاف اکسانے کے لئے کافی تھا اور یہی ہوا اہلِ مصر اولین اشخاص تھے جو بیعت خلافت کو توڑ کر مدینہ گئے اور حضرت عثمانؓ کے گھر کا محاصرہ کر لیا۔ عبداللہ کی کرتوتوں کا نتیجہ یہ ہوا کہ لوگ قیام عدل سے مایوس ہو گئے اور اسی حرمان و یاس کے عالم میں شر و فتنہ اور قتل و قتال کا دروازہ کھل گیا" (ص ۵۷)

ابوزھرہ کی یہ عبارت خلاف حقیقت اور سبائیت کی ترجمانی کی بدترین مثال ہے۔ یہ درست ہے کہ حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح پہلے مسلمان ہوئے کتابتِ وحی کی خدمت بھی سرانجام دی لیکن اغوائے شیطانی

کے باعث جرم ارتداد کا ارتکاب کیا اور ابوزھرہ کا یہ کہنا کہ "پھر نبی کریم ﷺ کے خلاف بہتان طرازی میں حصہ لینے لگا"۔ اس بہتان طرازی کی انہوں نے وضاحت نہیں کی بعض تاریخی روایات میں اس کی یہ وضاحت کی گئی ہے کہ وہ کہتا تھا کہ میں قرآنی آیات کی کتابت کے وقت ان میں تغیر و تبدل کر جاتا تھا اور محمد ﷺ کو اس کی خبر بھی نہیں ہوتی یہ روایت درجہ اعتبار سے ساقط ہے کیونکہ اگر اس طرح ہوتا تو اسی وقت خداوند قدوس کی جانب سے آپ کو مطلع کر دیا جاتا۔

یہ روایت درحقیقت ان ملحدین کا نتیجۂ فکر ہے جن کی تمام تر مساعی مذموم کا مرکزی نقطہ قرآن کی قطعیت کو مشتبہ کرنا ہے ورنہ سیرت کے تمام قدیم مأخذ اس الحاقی جملہ سے خالی ہیں۔ یہ درست ہے کہ حضرت عبداللہ ابن سعد بن ابی سرح جرم ارتداد کے باعث مباح الدم قرار دیئے گئے لیکن بعد میں انہوں نے اپنے اس فعل پر ندامت کا اظہار کیا اور صدق دل سے تائب ہو گئے اور نبی کریم ﷺ نے بھی ان کی توبہ قبول کر لی اور بیعت سے سرفراز فرمایا۔ اس کے بعد ان کے اس جرم کا تذکرہ کر کے ان کو ہدف تنقید بنانا بددیانتی کا بدترین مظاہرہ ہے حضرت عثمانؓ کے خلاف ابوزھرہ کی یہ نیش زنی کہ انہوں نے ولایت پر ایک نااہل جابر کو مسلط کر دیا۔ عصبیت سبائیت کا بدترین مظاہرہ ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ سیدنا عمرؓ نے اپنے دور خلافت کے آخری ایام میں عبداللہ ابن سعد کو مصر کے ایک علاقہ صعید مصر کا والی مقرر کر دیا۔ سیدنا عمرؓ اور سیدنا عمرو ابن عاصؓ کے درمیان لگان مصر کے انتظام پر اختلاف تھا۔ حضرت عمرؓ کے سامنے پورے عالم اسلام کا مفاد مستحضر تھا اور سیدنا عمرو ابن عاصؓ کے سامنے خطۂ مصر کی بہبود گی تھی۔ سیدنا عمرؓ کی شہادت کے بعد جب سیدنا عثمانؓ سریر آراء خلافت ہوئے تو حضرت عمرو ابن عاص کے ساتھ ان کا بھی وہی اختلاف ہوا۔ حضرت عمرو ابن عاصؓ کی معزولی اسی اختلاف کی وجہ سے ہوئی اور عبداللہ ابن سعد تو حضرت عمرؓ کے دور خلافت سے مصر کے ایک حصہ کی تولیت پر فائز تھے۔ حضرت عثمانؓ نے ان کی تولیت میں اضافہ کر دیا۔ جب حضرت عمرؓ نے ان کو صعید مصر پر متولی مقرر کیا اس وقت تو کسی نے بھی ان پر سابقہ ارتداد کے باعث اعتراض نہیں کیا اور نہ ہی اس وقت جبکہ حضرت عثمانؓ نے پورے علاقہ مصر کی تولیت ان کے سپرد کر دی تھی۔ حضرت عبداللہ ابن سعد جب حکومت مصر پر فائز ہوئے تو انہوں نے قیصر روم اور دوسرے عیسائی تاجروں کی شان و شوکت کو اسلام کے مقابلہ میں سرنگوں کر دیا۔ انہوں نے شمالی افریقہ پر جب لشکر کشی کی تو مدینہ منورہ سے جو لشکر ان کی کمک پر افریقہ بھیجا گیا اس میں سیدنا حسن، سیدنا حسین، سیدنا عبدالرحمن ابن ابی بکر صدیق، سیدنا عبداللہ ابن عمر، سیدنا عبداللہ ابن عباس، سیدنا عبداللہ ابن جعفر اور سیدنا عبداللہ ابن عمرو ابن عاص رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین جیسی جلیل القدر ہستیاں موجود تھیں۔ اگر عبداللہ ابن سعد کی توبہ قبول نہ ہوتی یا وہ نالائق اور فاسق و فاجر ہوتے تو اتنے بڑے جلیل القدر صحابہ اس کی زیر قیادت اعداء اسلام کے خلاف جہاد میں شمولیت اختیار نہ کرتے اور نہ ہی حصول فتح کے بعد مال غنیمت کا حصہ قبول کرتے۔ امام الہند شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کے فرزند گرامیٔ قدر شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ اپنی مشہور کتاب "تحفۂ اثنا عشریہ" میں فرماتے

ہیں کہ:

"گو عبداللہ ابن سعد بن ابی سرح نے ابتداء امر میں جرم ارتداد کا ارتکاب کیا تھا لیکن حضرت عثمانؓ کی سفارش کے بعد ان سے کوئی ایسا امر شنیع وقوع میں نہ آیا جو ان کے ضعف ایمان پر دلالت کرتا ہو بلکہ ان کے حسن تدبیر اور خوبیٔ نیّت سے مغرب کی تمام سرزمین مفتوح ہوئی اور انہوں نے خزائن وافرہ حضور خلافت میں بھیجے اور ان کے بلاد کو دارالاسلام بنایا۔ یہاں تک کہ جزائر مغرب کو بھی زیر نگین کر کے مال غنیمت مدینہ منورہ روانہ کیا" اہل تاریخ لکھتے ہیں کہ ان کے غنائم سے پچیس لاکھ دینار زر سرخ نقد جمع ہوا تھا اور اثاث پوشاک، زیور، مویشی اور دوسرے اصناف مال کا تو کوئی شمار نہ تھا۔ عبداللہ نے ان تمام چیزوں کا پانچواں حصہ بارگاہ خلافت میں روانہ کیا جو مسلمانوں میں تقسیم ہوا اور باقی چار خمس اپنے لشکر میں بوجہ مشروع تقسیم کئے جس قدر صحابہ اور اولاد صحابہ نے عبداللہ کی سپاہ میں شرکت کی وہ سب ان کے اخلاق و سیرت سے خوش تھے۔ کبھی کسی کو ان کے اوضاع و اطوار پر حرف گیری کرنے کی نوبت نہ آئی۔ آخر حضرت عثمانؓ کے واقعۂ شہادت کے بعد بقیۃ العمر تادم واپسین عزلت نشینی میں گزار دی۔ اس طرح کے جلیل القدر مجاہد اسلام کے خلاف وہی شخص زبان طعن دراز کرسکتا ہے جس کا دل بغض صحابہ جیسے غلیظ جذبہ سے بھرا ہوا ہو

(بقیہ از ص ۲۰)

اپنے ہی ابنائے نوع کے لئے درندہ و خونخوار ہے!

لقد خلقنا لانسان فی احسن تقویم، ثم رددناہ اسفل سافلین- الاالذین امنو وعملو الصالحات فلھم اجرا غیر ممنون- (التین)

ہم نے انسان کو ایک طرف تو بہترین قوتوں کی ترکیب اور اعلیٰ ترین جذبات کی ساخت میں پیدا کیا، لیکن پھر دوسری طرف بہیمی خواہشوں اور شریر قوتوں کے لحاظ سے نہایت ہی ادنیٰ درجہ کی مخلوق تک بھی لوٹا لائے۔ ہاں وہ لوگ جو اللہ پر ایمان لائے اور اعمال صالحہ وعادلہ اختیار کئے۔ سو ان کے لئے بےانتہا اجر ہے کیونکہ وہ ان متضاد قوتوں کی کشاکش سے بچ نکلیں گے۔

اب انسانوں کی بستیاں اور اولاد آدم کی آبادیاں راحت کی سانس اور امن کے تنفس سے خالی ہو گئی ہیں۔ کیونکہ وہ جو خدا کی زمین پر سب سے اچھا اور سب سے بڑھ کر تھا اگر سب سے برا اور سب سے کمتر ہو جائے تو جس طرح اس سے زیادہ کوئی نیک نہ تھا ویسا ہی اس سے بڑھ کر اور کوئی برا بھی نہیں ہوسکتا۔

انسانیت کی بستی اجاڑ ہو گئی، نیکی کا گھر لوٹ لیا گیا، اور دنیا مثل اس بیوہ کے ہو گئی جس کا شوہر زبردستی قتل کر دیا گیا ہو اور اس کے یتیم بچوں پر رحم نہ کیا گیا ہو۔ اب وہ اپنے لٹے ہوئے سنگھار پر ماتم کرے گی۔ اور اپنی پھٹی ہوئی چادر کو سر سے اتار دے گی۔ کیوں کہ اس کا حسن زخمی ہو گیا، کیونکہ اس کا شباب پامال کر دیا گیا۔ (ابوالکلام آزاد)

ماتمِ انسانیت

انسان ہی ہے جو فرشتوں سے بہتر ہے اگر اپنی قوتوں کو امن و سلامتی کا وسیلہ بنائے اور انسان ہی ہے جو سانپ کے زہر اور بھیڑیے کے پنجے سے بھی زیادہ خونخوار ہے۔ اگر راہ امن و سلامتی کو چھوڑ کر بہیمیت اور خونخواری پر اتر آئے:

انا ھدیناہ السبیل اما شاکراو اماکفورا (الدھر)

ہم نے انسان کو راہ عمل و ترقی دکھلادی ہے۔ پھر یا تو ہماری ہدایت پر عمل کرنے والے ہیں یا انکار کرنے والے۔

الم نجعل لہ عینین ولسانا وشفتین وھدیناہ النجدین؟ (البلد)

پھر کیا ہم نے انسان کو دیکھنے کے لئے دو آنکھیں اور زبان اور ہونٹ نہیں دیئے؟ بیشک دیے اور خیر و شر کی دونوں راہیں اسے دکھلادیں۔

یہی انسانیت اعلیٰ اور ملکویت عظمےٰ ہے جس کی تقویم و تکمیل کے لئے دین الٰہی اور شریعتِ فطری کا ظہور ہوا۔ اور یہی پیغامِ امن، رہنمائے صلح و صلاح اور وسیلۂ فوز و فلاح ہے جس کا دوسرا نام اسلام ہے۔ یعنی جنگ کی جگہ صلح، خون و ہلاکت کی جگہ عمران و حیات اور بربادی و خرابی کی جگہ سلامتی و امنیت ہے۔ وہ بتلاتا ہے کہ اگر انسان اپنی قوت ملکوتی اور فطرت صالح سے کام نہ لے تو وہ بڑے ہی گھاٹے میں ہے۔

والعصر ان الانسان لفی خسر الا الذین آمنو وعملوالصالحات وتواصوا بالحق وتواصوا بالصبر (العصر)

زمانہ اور اس کے حوادث گواہی دیتے ہیں کہ انسان بڑے ہی گھاٹے ٹوٹے میں ہے۔ مگر وہ لوگ کہ اللہ پر ایمان لائے، اعمال صالح اختیار کئے اور حق اور صبر کی باہم دگر وصیت کی:

وہ اشرف المخلوقات کہ صورت سے آدمی مگر خواہشوں میں بھیڑیا، محل سراؤں میں متمدن انسان مگر میدانوں میں جنگلی درندہ، اور اپنے ہاتھ پاؤں سے اشرف المخلوقات، مگر اپنی روح بہیمی میں دنیا کا سب سے زیادہ خونخوار جانور ہے۔ وہ کل تک اپنے کتابوں کے گھروں اور علم و تہذیب کے دارالعلوموں میں انسان تھا، پر آج چیتے کی کھال اس کے چمڑے کی نرمی سے زیادہ حسین اور بھیڑیے کے پنجے اس کے دندانِ تبسم سے زیادہ نیک ہیں۔

شیر خونخوار ہے، مگر غیروں کے لئے۔ سانپ زہریلا ہے، مگر دوسروں کے لئے، چیتا درندہ ہے، مگر اپنے سے کمتر جانوروں کے لئے۔ لیکن انسان، دنیا کا اعلیٰ ترین مخلوق، خود اپنے ہی ہم جنسوں کا خون بہاتا اور

(بقیہ ص ۱۹ پر)

یہی سرخی بنے گی زیبِ عنواں ہم نہیں ہوں گے

شہید سید ثمر علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ

سانحہ مسجد الخیر ممتاز آباد ملتان کے ایک شہید کا تذکرہ

۲۱ ستمبر کو نمازِ ظہر کے بعد میں دارِ بنی ہاشم پہنچا تو سید ثمر علی شاہ صاحب مسجد سے باہر آرہے تھے۔ سلام و دعا کے بعد خیریت معلوم کی تو انہوں نے حسبِ معمول مسکرا مسکرا کر دو تین جملے کہے۔

میں: شاہ جی آپ کیسے ہیں؟

شاہ جی: اللہ کا احسان ہے۔

میں: مسجد کا پنکھا درست کر دیا؟

شاہ جی: بالکل ٹھیک، "چوکس" ("چوکس" تکیہ کلام تھا)

اتنی مختصر ملاقات اور اتنی مختصر گفتگو..... پہلے کبھی نہیں ہوئی تھی۔ اور یہ ہماری شاہ جی سے آخری ملاقات تھی۔ آج دارِ بنی ہاشم کی مسجد میں نمازِ ظہر کی امامت بھی شاہ جی نے کرائی تھی۔

صرف ایک دن کے وقفہ کے بعد ۲۳ ستمبر پیر کی صبح نمازِ فجر کے بعد ایک عزیز نے فون پر اطلاع دی کہ "مسجد الخیر" ممتاز آباد میں فجر کی نماز میں چند بد بخت دہشت گردوں نے نمازیوں پر فائرنگ کردی۔ جس کے نتیجہ میں کئی نمازی شہید ہوگئے ہیں اور بہت سے شدید زخمی ہیں۔ "اپنے" سید ثمر علی شاہ بھی شہید ہوگئے ہیں!

اس سانحہ کی اچانک خبر ملنے پر میں غم و یاس کی عجیب کیفیتوں میں ڈوب ڈوب گیا۔ یا اللہ! ہم پر رحم فرما، ہم تیرے عاجز بندے ہیں۔ تیرے نام پر حاصل کی گئی دھرتی پر، تیرے ہی شاکر بندوں پر کتنا ظلم ہو رہا ہے۔ ظالموں کے دن کب پورے ہوں گے؟ پھر شاہ جی کا ہنستا مسکراتا چہرہ میرے سامنے تھا۔ ۳۰ برسوں کا مشاہدہ، شاہ جی کی محبت، اخلاص اور وفا و ایثار کے ان گنت واقعات ایک ایک کر کے ذہن میں گھومنے لگے۔ شہید سید ثمر علی شاہ وفاء و مروت کے پیکر تھے۔ میں نے ہوش سنبھالا تو انہیں اپنے ماحول میں موجود پایا۔ پتلے دبلے، متشرع شکل و صورت، پابندِ صوم و صلوٰۃ، دینی اعمال کی انجام دہی میں ذوق و شوق، چاق و چوبند، بیدار شخصیت۔ جو اپنے اندر بے پناہ خوبیوں کو سموئے ہوئے تھے۔

۱۹۴۷ء میں ہجرت کر کے پاکستان آئے تو حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ سے تعلق قائم ہو گیا۔ ایسا تعلق کہ حضرت امیر شریعت کی وفات کے ۳۵ برس بعد اپنی شہادت تک اسے نبھایا۔ ان کی محبت و شفقت اور اخلاص میں فرق نہ آیا۔ وہ پیشہ کے لحاظ سے الیکٹریشن تھے۔ دینی اجتماعات، جلسوں اور جلوسوں میں ہمیشہ اسٹیج پر نظر آتے۔ کیونکہ لاؤڈ سپیکر کا انتظام انہی کے سپرد ہوتا۔

شہید سید ثمر علی شاہ رحمہ اللہ نے اکابرِ احرار اور دیگر بزرگوں کو نہایت قریب سے دیکھا تھا۔ ذاتی یاداشتوں کا ایک وسیع ذخیرہ تھا۔ کبھی طبیعت کھلتی تو بہت سے واقعات سناتے۔ ایک مرتبہ مجھے بتایا کہ حضرت امیرِ شریعت مجھ سے بے پناہ محبت کرتے تھے۔ غالباً ۱۹۵۰ء میں سبّی اور بلوچستان کے دیگر شہروں کا دورہ کیا تو مجھے ساتھ لے گئے۔ اور فرمایا کہ اپنا لاؤڈ سپیکر ساتھ لے کر چلنا ہے۔ چنانچہ سبّی کے جلسہ میں جو لاؤڈ سپیکر استعمال ہوا وہ میں ساتھ لے کر گیا تھا۔ ہمارے گھروں میں بجلی کا تمام کام انہی کے ہاتھ سے ہوا۔ ملتان کے تمام بڑے مدارس اور مساجد میں بجلی کا کام وہی کرتے۔ انکی دیانت پر احباب کو بڑا اعتماد اور ناز تھا۔

علماء سے تعلق، اور ان کی خدمت ان کی مجالس میں بیٹھنا ان کی زندگی کا اہم گوشہ تھا۔ استاذ القراء حضرت قاری رحیم بخش پانی پتی رحمہ اللہ سے بے پناہ محبت تھی۔ حضرت قاری صاحب رحمہ اللہ جامعہ خیر المدارس میں صدر مدرس تھے اور گھر سے مدرسہ تک سائیکل پر آیا کرتے۔ جب ضعیف ہوگئے تو سائیکل چلانا چھوڑ دی۔ تب سید ثمر علی شاہ اپنی ففٹی ہنڈا موٹر سائیکل پر علی الصبح گھر سے مدرسہ چھوڑنے آتے اور عصر کے قریب مدرسہ سے مسجد سراجاں حسین آگاہی لے جاتے۔ جہاں حضرت قاری صاحب رحمہ اللہ عشاء تک طلباء کو قرآن کریم پڑھاتے۔ جب تک قاری صاحب زندہ رہے شاہ جی اپنے اس معمول پر سختی سے کاربند رہے۔ رمضان المبارک میں اسی مسجد سراجاں میں سحر وافطار کا بندوبست کرنا اور نمازیوں کی خدمت کرنا، ۴۵ برس سے ان کا معمول تھا دن میں مزدوری کرتے اور فارغ ہو کر مسجد سراجاں آجاتے۔ مسجد ہی انکے رابطہ کی جگہ تھی۔ جو نمازیں مسجد سراجاں میں ملتیں اذان و اقامت کا فریضہ سر انجام دیتے، ہمیشہ پہلی صف میں ہوتے، بڑے اجتماعات میں مکبّر کی ڈیوٹی انجام دیتے۔ آواز بلند اور تیز تھی جو بغیر سپیکر کے دور تک پہنچتی۔

صبح کی نماز مسجد الخیر میں اداء کرتے کہ اسی علاقہ میں رہائش تھی۔ شہادت کے روز فجر کی اذان اور تکبیر انہوں نے کہی مسجد کے صحن میں نماز کے لئے جماعت کھڑی ہوئی تو انکا بھانجا الطاف انکے قریب ہی کھڑا تھا۔ امام صاحب نے سورۃ فاتحہ کی تلاوت شروع کی اور "مالک یوم الدین" تک پہنچے تھے کہ دہشت گردوں نے عقب سے فائرنگ کردی۔ فائرنگ کے پہلے راؤنڈ کے بعد سید ثمر علی شاہ صاحب بھی دیگر نمازیوں کی طرح زخمی ہو کر گر گئے لیکن بھانجے کو مسجد کے ہال میں اندر جانے کا اشارہ کیا پھر اسے پوری قوت سے اندر دھکیلنے کی کوشش کی۔

ثمر علی شاہ جی کے ایک دوست حافظ خالد نے بتایا کہ:

"شاہ جی فائرنگ سے زخمی ہوئے تو کلمہ طیبہ پڑھ رہے تھے۔ میں نے انہیں دلاسہ دیا تو کہنے لگے مجھے لگتا ہے میں خالقِ حقیقی کے پاس جا رہا ہوں۔"

شاہ جی کے بیٹے سید عثمان علی نے بتایا:

"انکے ہمسایوں نے انہیں مسجد میں فائرنگ کی اطلاع دی۔ میں فوراً دوڑ کر مسجد پہنچا تو ابا جی شدید زخمی

تھے۔ ان کے گردے بری طرح چھلنی ہو چکے تھے۔ اور بہت زیادہ خون بہہ گیا تھا۔ میں نے دو مرتبہ ابا کو بلانا چاہا تو دونوں مرتبہ "ہوں" کہا پھر نہیں بولے اور ہمیشہ کے لئے خاموش ہوگئے۔"

شاہ جی تہجد گزار اور پاکباز انسان تھے۔ روزانہ کئی احباب کے گھروں کی گھنٹیاں بجا کر نمازِ فجر کے لئے انہیں جگاتے۔

نمازِ جمعہ مسجد سراجاں میں اول وقت پڑھ کر دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی تشریف لے آتے یہ تقریباً ۴ کلو میٹر کا فاصلہ ہے۔ یہاں حضرت سید عطاء المحسن بخاری کی تقریر سنتے اور نماز کے وقت گیٹ پر نگرانی کرتے۔ یہ کئی برس سے انکا معمول تھا۔ مجلس احرار اسلام کے زیر اہتمام ربوہ میں دو سالانہ اجتماعات ہوتے ہیں۔ ایک ۱۲ ربیع الاول کو اور دوسرا مارچ میں شہداء ختم نبوت کانفرنس۔ شاہ جی دونوں اجتماعات میں باقاعدگی سے شریک ہوتے۔ اس مرتبہ ربیع الاول کے جلسہ میں وہ بروقت اطلاع نہ ہونے کی وجہ سے شریک نہ ہوسکے جس کا انہیں بہت قلق تھا۔ ۱۰ محرم کو دارِ بنی ہاشم میں منعقدہ مجلس ذکر حسین میں بھی اپنی ذمہ داریاں بغیر کہے خود ہی سرانجام دیتے ہیں۔

۲۳ ستمبر کو نمازِ عصر کے بعد ممتاز آباد میں گیارہ شہداء کے اجتماعی جنازے پڑھے گئے۔ حضرت مفتی عبدالستار صاحب مدظلہ نے نمازِ جنازہ پڑھائی۔ اس موقع پر سپیکر خراب ہوا تو سید ثمر علی شاہ شہید بہت لوگوں کو یاد آئے کہ ایسے مواقع پر تمام انتظامات انہی کے سپرد ہوتے تھے۔

شاہ جی کے والد ماجد کا نام سید نذیر علی شاہ تھا۔ اور انکے تین بیٹے تھے (۱) سید احسان علی شاہ (۲) سید ثمر علی شاہ (۳) سید ناظر علی شاہ۔ تقسیم سے قبل سونی پت انڈیا میں قیام پذیر تھے۔ ۱۹۴۷ء میں ہجرت کر کے پہلے سرگودھا آئے اور پھر ملتان آگئے۔ یہاں حسین آگاہی بازار میں تاج الیکٹرک سنٹر پر ملازمت اختیار کر لی۔ لوہاری گیٹ میں رہائش تھی۔ مگر ۱۹۷۰ء میں ممتاز آباد کے علاقہ میں منتقل ہوگئے۔ شہید سید ثمر علی شاہ رحمہ اللہ کی عمر ۶۵ برس تھی۔ تین بیٹے ہیں (۱) سید فاروق علی (۲) سید عثمان علی (۳) سید محمد علی۔ دو بیٹیاں ہیں۔ کل پانچ بچے ہیں۔ دو بیٹے حافظ قرآن ہیں۔

شاہ جی شہید کے بھتیجے اور بڑے بھائی سید احسان علی شاہ صاحب کے فرزند سید عدنان علی شاہ نے بتایا کہ شاہ جی کی شہادت کے بعد ان کی جیب سے ایک کاغذ ملا جس پر ان کے ہاتھ سے دو اشعار لکھے ہوئے تھے۔ یہ اشعار برصغیر کے معروف انقلابی شاعر اور مجلس احرار اسلام کے رہنما علامہ انور صابری مرحوم کے ہیں۔ شاہ جی نے کہیں پڑھے اور نقل کر لئے۔ عجیب اتفاق ہے کہ یہ اشعار انکی شہادت کی خبر دیتے ہیں۔

ذیل کے اشعار ہیں شاہ جی شہید نے تمام شہداء کی طرف سے پیغام دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور انکی شہادت قبول فرمائے (آمین)

چراغِ زندگی ہوگا فروزاں ، ہم نہیں ہوں گے
چمن میں آئے گی فصلِ بہاراں ، ہم نہیں ہوں گے
ہمارے بعد ہی خونِ شہیداں رنگ لائے گا
یہی سُرخی بنے گی زیبِ عنواں ، ہم نہیں ہوں گے

شہید سید ثمر علی شاہ رحمہ اللہ کے ہاتھ سے لکھے ہوئے اشعار کا عکس

چراغ زندگی ہوگا فروزاں ہم نہیں ہونگے
چمن میں آئے گی فصل بہاراں ہم نہیں ہونگے
ہمارے بعد ہی خون شہیداں رنگ لائے گی (۱)
یہی سرخی بنے گی زیب عنواں ہم نہیں ہونگے

بقلم خود
سید ثمر علی شاہ

(۱) "رنگ لائے گا" درست ہے

وضاحت
سید کاشف گیلانی

بی آئی اے کراچی کے ڈاکٹر مقصود انور پر قادیانی ہونے کا جھوٹا الزام اور ڈاکٹر صاحب کی وضاحت

یہ بہت بڑی بات ہے

یہ بات بڑی حوصلہ افزا اور خوش آئند ہے کہ اسلامیان پاکستان اپنے وطن عزیز میں مرزائیوں کی روز افزوں سازشی سرگرمیوں کی وجہ سے بڑے حساس اور مستعد ہو گئے ہیں۔ سرکاری دفاتر ہوں یا غیر سرکاری ادارے ان کی حرکات و سکنات پر کڑی نظر رکھی جانے لگی ہے جس کی وجہ سے مرزائیوں کو اپنے مذموم مقاصد حاصل کرنے میں کافی دشواریوں کا سامنا ہے۔

مجلس احرار اسلام اور دیگر دینی جماعتوں نے اس میدان میں اتنی گراں قدر خدمات انجام دی ہیں جن کو کوئی بدترین مؤرخ بھی آسانی سے فراموش نہیں کر سکے گا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل و کرم ہے کہ وہ لوگ جن کو ۱۹۵۳ء کی تحریک تحفظ ختم نبوت میں توپوں کے دہانوں پر رکھ کر اڑا دیا گیا تھا ان کے وارثوں نے شہداء ختم نبوت کے خون ناحق کے طفیل مرزائیوں کی اس ملک میں زندگی محدود و مسدود کر دی ہے۔ اب کوئی ایسا میدان باقی نہیں رہ گیا ہے جہاں پر فدائیان ختم نبوت انکے مقابلہ میں سینہ سپر نظر نہ آتے ہوں۔ شہداء ختم نبوت کے خون سے وہ چراغ روشن ہوئے ہیں کہ ظلمتوں کو اپنی جائے پیدائش میں پناہ لینی پڑی ہے۔

مجلس احرار اسلام نے مسئلہ ختم نبوت پر کبھی اجارہ داری قائم کرنے کی کوشش نہیں کی اگرچہ پاکستان کی اکثر و بیشتر حکومتوں نے اس مسئلہ کو احرار قادیانی نزاع کا رنگ دیئے رکھا۔ بالاخر جھوٹوں کا منہ کالا ہو کر رہا۔ اور تمام دنیا نے مرزائیوں کو مسلمانوں سے ایک الگ گروہ کی حیثیت سے تسلیم کر لیا۔ اور دنیائے اسلام نے مرزائیوں کی اپنے ممالک میں آمد و رفت پر پابندیاں عائد کرنا شروع کر دیں۔ حتیٰ کہ علانیہ طور پر خانہ کعبہ اور مدینہ منورہ میں انکے اسفار پر قانوناً پابندیاں عائد کر دی گئیں۔

مجلس احرار اسلام کا یہ سفر ابھی جاری و ساری ہے۔ ہماری حکومتیں ان غداران ختم نبوت کے لئے اپنے مفادات اور مرزائیوں کی حمایت میں یہودی و عیسائی حکومتوں کے دباؤ کی وجہ سے نرم گوشہ رکھتی ہیں اور نام نہاد رواداری کا مظاہرہ کرتی ہیں۔ جسکی وجہ سے پاکستان دولخت کر دیا گیا اور موجودہ پاکستان کے خلاف بھی عالمی سطح پر سازشیں جاری ہیں۔ ہمیں یقین واثق ہے کہ ان تمام محرکات کے پیچھے مرزائیوں کا ہاتھ ہے اور وہ پاکستان کو بھارت میں ضم کرنے کے اپنے ازلی و ابدی منصوبہ "اکھنڈ بھارت" پر کاربند ہیں۔

ہر پاکستانی کو اپنی آنکھیں کھلی رکھنے کا پورا پورا حق حاصل ہے۔ کوئی جماعت پاکستان کے قیام اور استحکام کی ٹھیکیدار نہیں سمجھی جا سکتی۔ مجلس احرار اسلام کو اس بات پر بجا طور پر فخر ہے کہ انکے اکابر نے

ہندوستان کو آزاد کرانے اور انگریزوں کو دیس نکالا دینے میں بہت بڑا اور اہم رول ادا کیا ہے۔ اس لئے پاکستان کی بقاء اور استحکام ہمیں کسی بھی پاکستانی کی طرح عزیز ہے۔ ہم پاکستان کے خلاف ہونے والی ہر سازش کو نہ صرف گہری نظر سے دیکھ رہے ہیں بلکہ ان کو بے نقاب کرنے میں کوئی دقیقہ فرو گزاشت نہیں کر رہے ہیں۔ ہم اپنے اس فرض منصبی سے دستبردار نہیں ہوسکتے خواہ اس کا انجام کچھ ہی کیوں نہ ہو۔ ہم اپنے وطن عزیز کی بقا و سلامتی کے لئے کسی بڑی سے بڑی فرعونی قوت سے بھی ٹکرانے سے گریز نہیں کریں گے اور بالخصوص مرزائیوں کے ناپاک منصوبوں کو کبھی کامیاب نہیں ہونے دیں گے۔ (ان شاء اللہ)

ہمیں بڑے افسوس کے ساتھ تحریر کرنا پڑرہا ہے کہ بعض لوگ دینی مسائل پیدا کر کے اپنے مخصوص مفادات کا تحفظ کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں سے ہر وقت چوکنا و ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے۔ ملک کے مختلف محکموں میں بلاشبہ قادیانی کافی تعداد میں موجود ہیں اور ان کی سرگرمیوں کو طشت از بام کرنا ہر مسلمان کا فرض ہے۔ مگر کسی مسلمان کو بغیر تحقیق کے قادیانی قرار دینا نہایت مکروہ فعل ہے۔ پی آئی اے کے ڈاکٹر مقصود انور نے ہمیں ایک تحریر ارسال کی ہے جس میں واشگاف طور پر لکھا گیا ہے کہ وہ مرزائی نہیں ہیں۔ وہ حضور ختمی مرتبت کی ختم المرسلینی پر مکمل ایمان رکھتے ہیں۔ اور انکے بعد ہر مدعی نبوت کو کافر اور مرتد سمجھتے ہیں۔ وہ مرزا غلام احمد کادیانی کو کافر۔ مرتد اور خارج از اسلام سمجھتے ہیں۔ لیکن کچھ لوگ انکے خلاف قادیانی ہونے کا الزام لگاتے ہیں۔ کسی بھی شخص پر الزام ثابت ہوجانے کی صورت میں کفر کا فتویٰ لگانا بالکل درست اقدام ہے لیکن جو شخص مرزا کو ملعون و کافر سمجھتا ہو اور اسکی ذریۃ البغایا کو جہنمی گردانتا ہو اسکے خلاف ایسا رویہ اختیار کرنا انتہائی نامناسب ہے۔

ادارہ نقیب ختم نبوت اپنے پی آئی اے کے ساتھیوں سے درخواست کرتا ہے کہ وہ ڈاکٹر صاحب موصوف کے بارے میں اپنے رویے میں تبدیلی پیدا کریں۔ اب جبکہ انہوں نے ادارہ نقیب ختم نبوت کو تحریری ثبوت فراہم کر دیا ہے کہ وہ مرزائی نہیں ہیں انکے ساتھ نامناسب رویہ اختیار کرنا صائب نہ ہوگا۔

ڈاکٹر مقصود انور کے وضاحتی بیان کا عکس اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں

بخاری اکیڈمی ملتان کی اہم مطبوعات

مفکر احرار چودھری افضل حق کی تین شاہکار کتابوں کا مجموعہ
دیہاتی رومان
معشوقۂ پنجاب
شعور
قیمت: ۴۰/- روپے

عظیم مجاہد آزادی، فدائے احرار
مولانا محمد گل شیر شہید
• سوانح • افکار • خدمات
مؤلف: محمد عمر فاروق۔ صفحات ۴۰۴۔ قیمت: ۱۵۰/- روپے

بخاری اکیڈمی، دار بنی ہاشم، مہربان کالونی ملتان۔ فون: ۵۱۱۹۶۱

الحمدللہ میں مسلمان ہوں پی آئی اے کراچی کے ڈاکٹر مقصود انور کی وضاحت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

میں ڈاکٹر مقصود انور ولد محمد سعید رنگ والے اوکاڑوی صدق دل سے اقرار کرتا ہوں اور حلفاً لکھتا ہوں کہ میں اللہ تعالیٰ کی توحید، حضرت محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منصب ختم نبوت اور آخری کتاب قرآن کریم پر غیر مشروط ایمان رکھتا ہوں۔

میں کسی بھی حاضر یا غائب ایسے شخص کا پیرو کار نہیں جس نے سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مصلح، مجدد، مسیح موعود، تشریعی یا غیر تشریعی ظلی یا بروزی نبی ہونے کا دعویٰ کیا ہو۔ ایسا شخص کافر و مرتد ہے

میں مرزا غلام احمد قادیانی کو کذاب۔ کافر اور مرتد سمجھتا ہوں۔ میرا قادیانی یا لاہوری گروہ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ میرے نزدیک دونوں گروہ کافر ہیں۔ الحمدللہ میں مسلمان ہوں

25.9.96

ڈاکٹر مقصود انور ولد محمد سعید رنگ والے بقلم خود

تضادات مرزا قادیانی

حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں تضادات

۳۳۔ یعنی محمد ﷺ صرف ایک نبی ہیں ان سے پہلے سب نبی فوت ہو گئے ہیں۔
(ازالہ اوہام ص ۶۰۳/ج۲، روحانی خزائن ص۴۲۶)

حضرت موسیٰ علیہ السلام آسمانوں پر زندہ موجود ہیں
(خلاصہ عربی عبارت نور الحق ص ۶۹/ج۱)

☆

۳۴۔ بائیبل اور ہماری احادیث اور اخبار کی کتابوں کی رو سے جن نبیوں کا اسی وجود عنصری کے ساتھ آسمان پر جانا تصور کیا گیا ہے وہ دو نبی ہیں۔ ایک یوحنا جسکا نام ایلیا اور ادریس بھی ہے دوسرے مسیح ابن مریم جن کو عیسیٰ اور یسوع بھی کہتے ہیں
(توضیح مرام ص۳ روحانی خزائن ص ۵۲)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں اور ان کا زندہ آسمان پر مع جسم عنصری جانا اور اب تک زندہ ہونا اور پھر کسی وقت مع جسم عنصری زمین پر آنا یہ سب ان پہ تہمتیں ہیں۔
(ضمیمہ براہین احمدیہ ص ۲۳۰/ج۵)

☆

۳۵۔ مثلاً ایک شخص جو قوم کا چوہڑہ یعنی بھنگی ہے..... اور ایک دو دفعہ چوری میں بھی پکڑا گیا ہے اور چند دفعہ زنا میں بھی گرفتار ہو کر اسکی رسوائی ہو چکی ہے..... اور اسکی ماں اور دادیاں اور نانیاں ہمیشہ سے ایسے ہی نجس کاموں میں مشغول رہی ہیں..... اب خدا تعالیٰ کی قدرت پر خیال کر کے ممکن تو ہے کہ وہ اپنے کاموں سے تائب ہو کر مسلمان ہو جائے اور پھر یہ بھی ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ کا ایسا فضل اس پر ہو کہ وہ رسول اور نبی بن جائے.... لیکن باوجود اس امکان کے جب سے یہ دنیا پیدا ہوئی ہے کبھی خدا نے ایسا نہیں کیا
(تریاق القلوب ص ۲۸۰)

مرزا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق یہ لکھتا ہے آپکا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زناکار اور کسبی عورتیں تھیں جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔
(ضمیمہ انجام آتھم ص ۷/حاشیہ)

☆

۳۶- اس درماندہ انسان کی پیش گوئیاں کیا یہی تھیں کہ زلزلے آئیں گے۔ کیا ہمیشہ زلزلے نہیں آتے؟ ان دلوں پر خدا کی لعنت جنہوں نے ایسی پیشگوئیاں کیں جو اس کی خدائی پر دلیل ٹھہرائیں

(ضمیمہ انجام آتھم ص۴، حاشیہ، روحانی خزائن ص۲۸۸)

مرزا قادیانی نے اپنی متعدد کتابوں میں زلزلے آنے کی پیش گوئیاں لکھی ہیں اور ان پیش گوئیوں کو اپنی نبوت کی دلیل ٹھہرایا ہے۔ ان دلوں پر خدا کی لعنت جو زلزلہ کی پیشین گوئیوں کو صداقت مرزا کی دلیل مانتے ہیں کیا زلزلے ہمیشہ نہیں آیا کرتے؟ زلزلہ کی پیش گوئی دیکھیں

(مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۵۲۲، ۵۲۵، ۵۳۵، ۵۴۸)

۳۷- یہ چاروں انجیلیں جو یونانی سے ترجمہ ہو کر اس ملک میں پھیلائی جاتی ہیں ایک ذرہ قابل اعتبار نہیں

(تریاق القلوب ص۱۴، روحانی خزائن ص۱۴۲)

متی کی انجیل سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی عقل بہت موٹی تھی۔ آپ جاہل عورتوں اور عوام الناس کی طرح مرگی کو بیماری نہیں سمجھتے تھے بلکہ جن کا آسیب خیال کرتے تھے

(ضمیمہ انجام آتھم ص۵)

نوٹ:- مرزا قادیانی نے عملاً انجیل کو معتبر سمجھتے ہوئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر درجنوں الزامات لگائے ہیں بطور نمونہ حوالہ مذکورہ کافی ہے۔

۳۸- میں نے صرف مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور میرا یہ بھی دعویٰ نہیں کہ صرف مثیل ہونا میرے پر ہی ختم ہو گیا ہے بلکہ میرے نزدیک ممکن ہے کہ آئندہ زمانوں میں میرے جیسے اور دس ہزار بھی مثیل مسیح آجائیں

(ازالہ اوہام ص۱۹۹)

پس اب قیامت تک کوئی دعویٰ نہیں کر سکتا کہ میں مسیح موعود ہوں کیونکہ اب مسیح موعود کی پیدائش اور اس کے ظہور کا وقت گزر گیا

(تحفہ گولڑویہ ص۲۵۲)

۳۹- علاوہ اس کے قیامت کے دن یہ جواب ان کا کہ اس روز سے کہ میں مع جسم عنصری آسمان پر اٹھایا گیا مجھے معلوم نہیں کہ میرے

خدا تعالیٰ نے اس عیسائی فتنہ کے وقت میں یہ فتنہ حضرت مسیح کو دکھایا یعنی ان کو آسمان پر اس فتنہ کی اطلاع دے دی کہ تیری قوم اور

بعد میری امت کا کیا حال ہوا؟ یہ اس عقیدہ کی رو سے صریح دروغ بے فروغ ٹھہرتا ہے جبکہ یہ تجویز کیا جائے کہ وہ قیامت سے پہلے دوبارہ دنیا میں آئیں گے۔ (حقیقۃ الوحی ص۳۳)
یعنی حضرت عیسیٰ کو اپنی امت کے حالات کا علم نہیں ہے۔

☆

۴۰۔ پھر مولوی ثناء اللہ صاحب کہتے ہیں کہ آپ کو مسیح موعود کی پیش گوئی کا خیال کیوں دل میں آیا آخر وہ حدیثوں سے ہی لیا گیا..... اور ہم اس کے جواب میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر بیان کرتے ہیں کہ میرے اس دعویٰ کی حدیث بنیاد نہیں بلکہ قرآن اور وہ وحی ہے جو میرے پر نازل ہوئی

(اعجاز احمدی ص۳۶، روحانی خزائن ص۱۴۰)

☆

۴۱۔ ہاں تیرھویں صدی کے اختتام پر مسیح موعود کا آنا ایک اجماعی عقیدہ معلوم ہوتا ہے

(ازالہ اوہام ص۷۷، روحانی خزائن ص۱۸۹)

☆

۴۲۔ سو لفظ متوفی جن عام معنوں سے تمام قرآن اور حدیثوں میں مستعمل ہے وہ یہی ہے کہ روح کو قبض کرنا اور جسم کو معطل چھوڑ دینا..... غرض برخلاف اس متبادر اور مسلسل معنوں کے جو قرآن شریف سے توفی کے لفظ کی نسبت اول سے آخر تک سمجھے جاتے ہیں

تیری امت نے اس طوفان کو برپا کیا ہے

(آئینہ کمالات اسلام ص۲۵۴/۲۶۸)

☆

سو اب اٹھو اور مباہلہ کے لئے تیار ہو جاؤ۔ تم سن چکے ہو کہ میرا دعویٰ دو باتوں پر مبنی تھا۔ اوّل نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ پر، دوسرے الہامات الٰہیہ پر

(انجام آتھم ص۶۵)

☆

طنزیہ انداز میں مرزا لکھتا ہے... کیا ان احادیث پر اجماع ثابت ہو سکتا ہے کہ مسیح آ کر جنگلوں میں خنزیروں کا شکار کھیلتا پھرے گا

(ازالہ اوہام ص۱۷۸، ۳۲۶)

یعنی نزول مسیح پر اجماع ثابت نہیں ہے۔

☆

مندرجہ ذیل عبارات میں مرزا نے خود توفی کا معنی قبض روح کے علاوہ کر کے الحاد کا ارتکاب کیا ہے۔

انی متوفیک ورافعک الی الخ (ترجمہ) میں تجھ کو پوری نعمت دوں گا اور اپنی طرف اٹھاؤں گا

(براہین احمدیہ ص۵۲۰، روحانی خزائن

ایک نئے معنیٰ اپنی طرف سے گھڑنا یہی تو الحاد اور تحریف ہے

(ازالہ اوہام ص ۳۴۷، روحانی خزائن ص ۵۰۱)

☆

۴۳۔ اور اللہ کی قسم میں بہت مدت سے جانتا تھا کہ میں مسیح ابن مریم بنایا گیا ہوں اور میں اس کی جگہ اترنے والا ہوں.... لیکن میں نے اس کے اظہار میں دس برس توقف کیا

(آئینہ کمالات اسلام ص ۵۵۱)

☆

۴۴۔ پڑھنے والوں کو چاہئیے کہ ہمارے بعض سخت الفاظ کا مصداق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نہ سمجھ لیں بلکہ وہ کلمات اس یسوع کی نسبت لکھے گئے ہیں جسکا قرآن و حدیث میں نام و نشان نہیں (مجموعہ اشتہارات ص ۲۹۶/ج ۲)

☆

۴۵۔ ایسا ہی وہ شخص بھی اس سے کچھ کم بدذات نہیں جو مقدس اور راستبازوں پر بے ثبوت تہمت لگاتا ہے..... ہم سوچتے ہیں کہ

ص ۶۳۰)

پھر بعد اس کے الہام یہ ہے یا عیسیٰ انی متوفیک و رافعک الی... اے عیسیٰ میں تجھے کامل اجر بخشوں گا یا وفات دوں گا اور اپنی طرف اٹھاؤں گا

(براہین احمدیہ ص ۶۶۵)

یا عیسیٰ انی متوفیک.... اور الہام کے معنی یہ ہیں کہ میں تجھے ایسی ذلیل اور لعنتی موتوں سے بچاؤں گا

(سراج منیر ص ۲۳)

☆

پھر میں قریباً بارہ برس تک جو زمانہ دراز ہے بالکل اس سے بے خبر اور غافل رہا کہ خدا نے مجھے بڑی شدومد سے براہین میں مسیح موعود قرار دیا ہے اور میں حضرت عیسیٰ کی آمد ثانی کے رسمی عقیدہ پر جما رہا۔ جب بارہ برس گزر گئے تب وہ وقت آگیا کہ میرے پر اصل حقیقت کھول دی جائے۔ تب تواتر سے اس بارہ میں الہامات شروع ہوئے کہ تو ہی مسیح موعود ہے۔

(اعجاز احمدی ص ۷، روحانی خزائن ص ۱۳)

☆

آٹھویں خصوصیت یہ ہے کہ یسوع مسیح کے وقت میں جس کو اہل اسلام عیسیٰ کہتے ہیں ایک ستارہ نکلا تھا

(تذکرہ الشہادتین ص ۲۹، و مثلہ چشمہ مسیحی ص ۲۶، روحانی خزائن ص ۳۵۶)

☆

یورپ کے لوگوں کو جس قدر شراب نے [illegible]

[illegible]

[illegible]

کیوں خدا تعالیٰ کے مقدس پیارے بندوں پر ایسے حرامزادے جو سفلہ طبع دشمن ہیں جھوٹے الزام لگاتے ہیں

(آریہ دھرم ص ۶۳؛ مثلہ پیغام صلح ص۲۱،۲۲، ومثلہ ضمیمہ چشمہ معرفت ص۱۸)

☆

۴۶۔ گو خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ مسیح محمدی مسیح موسوی سے افضل ہے لیکن تاہم میں مسیح ابن مریم کی بہت عزت کرتا ہوں..... اور مفسد اور مفتری ہے وہ شخص جو مجھے کہتا ہے کہ میں مسیح ابن مریم کی عزت نہیں کرتا

(کشتی نوح ص۱۷،۱۸)

☆

۴۷۔ آیت فلما توفیتنی... سے پہلے یہ آیت ہے... واذ قال اللہ یعیسیٰ أنت قلت للناس الخ... اور ظاہر ہے کہ قال کا صیغہ ماضی کا ہے اور اس کے اوّل اذ موجود ہے جو خاص واسطے ماضی کے آتا ہے جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ قصہ وقت نزول آیت زمانہ ماضی کا ایک قصہ تھا نہ زمانہ استقبال کا

(ازالہ اوہام ص ۶۰۲؛ روحانی خزائن ص۴۲۵)

نوٹ:۔ مذکورہ حوالہ سے معلوم ہوا کہ مرزا کے نزدیک واذ قال اللہ یعیسیٰ الآیۃ زمانہ ماضی سے تعلق رکھتی ہے اور قال ماضی کا معنیٰ دیتا ہے نہ کہ مستقبل کا۔

سے یا پرانی عادت کی وجہ سے

(کشتی نوح ص۷۱ حاشیہ)

☆

اور جس حالت میں برسات کے دنوں میں ہزارہا کیڑے مکوڑے خود بخود پیدا ہو جاتے ہیں اور حضرت آدم علیہ السلام بھی بغیر ماں باپ کے پیدا ہوئے تو پھر حضرت عیسیٰ کی اس پیدائش سے کوئی بزرگی ان کی ثابت نہیں ہوتی بلکہ بغیر باپ کے پیدا ہونا بعض قویٰ سے محروم ہونے پر دلالت کرتا ہے

(چشمہ مسیحی ص۱۷، روحانی خزائن ص۳۵٦)

☆

جس شخص نے کافیہ یا ہدایۃ النحو بھی پڑھی ہو گی وہ خوب جانتا ہے کہ ماضی، مضارع کے معنوں میں بھی آجاتی ہے بلکہ ایسے مقامات میں جبکہ آنے والا واقعہ متکلم کی نگاہ میں یقینی الوقوع ہو، مضارع کو ماضی کے صیغہ پر لاتے ہیں تاکہ اس امر کا یقینی الوقوع ہونا ظاہر ہو اور قرآن شریف میں اس کی بہت نظیریں ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

ونفخ فی الصور فاذاھم من الاجداث الی ربھم ینسلون... اور جیسا کہ فرماتا ہے... واذ قال اللہ یا عیسیٰ ابن مریم أنت قلت للناس اتخذونی وامی الھین من دون اللہ قال اللہ ھذا یوم ینفع الصادقین صدقھم۔

☆

☆

۴۸- انا فرقة من الیھود اعنی الصدوقین کا نوا کافرین بوجود القیمة فاخبرھم اللہ علی لسان بعض انبیائہ ان ابناً من قومھم یولد من غیر اب وھذا یکون ایة لھم علی وجود القیمة فالی ھذا اشار فی آیة وانہ لعلم للساعة وکذالک فی ایہ ولنجعلہ ایہ للناس ای للصدوقین (حمامۃ البشریٰ ص۹۰، روحانی خزائن ص۳۱۶)

اس عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ وانہ لعلم للساعۃ آیت میں ساعت سے مراد قیامت ہے اور انہ کی ضمیر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف لوٹتی ہے آیت کا مطلب یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ قیامت کی علامت ہیں یعنی قیامت کے نزدیک آسمان سے دنیا میں ان کا نزول ہوگا فافھم وتدبر۔

☆

۴۹- مسیح کا چال چلن آپ کے نزدیک کیا تھا؟ ایک کھاؤ پیو، شرابی، نہ زاہد نہ عابد نہ حق کا پرستار، متکبر، خود بین، خدائی کا دعویٰ کرنے والا

(نور القرآن ص۱۲/ج۲، روحانی خزائن ص۳۸۷)

☆

۵۰- پھر تعجب ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام

(ضمیمہ براہین احمدیہ جلد نمبر۵ ص۶، روحانی خزائن ص۱۵۹)

یہاں مرزا نے لکھ دیا کہ ماضی مستقبل کے معنوں میں آتی رہتی ہے جیسے واذ قال اللہ الایہ میں قال ماضی کا صیغہ ہے لیکن مضارع کے معنوں میں ہے۔

☆

پھر کہتے ہیں کہ عیسیٰ کی نسبت ہے انہ لعلم للساعۃ جن لوگوں کی یہ قرآن دانی ہے ان سے ڈرنا چاہیئے کہ نیم ملاخطرہ ایمان۔

اے بھلے مانسو کیا آنحضرت ﷺ للساعۃ نہیں؟ جو فرماتے ہیں کہ بعثت انا والساعۃ علم اور خدا تعالیٰ فرماتا ہے اقتربت الساعۃ وانشق القمر۔ یہ کیسی بدبودار نادانی ہے جو اس جگہ لفظ ساعۃ سے قیامت سمجھتے ہیں۔ اب مجھ سے سمجھو کہ ساعۃ سے مراد اس جگہ وہ عذاب ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد طیطوس رومی کے ہاتھ سے یہودیوں پر نازل ہوا تھا۔

(اعجاز احمدی ص۲۱، روحانی خزائن ص۱۲۹)

عبارت محتاج بیان نہیں۔ مرزا صاحب اپنے اقرار کا انکار کر رہے ہیں۔

☆

انہوں نے اپنی نسبت کوئی ایسا دعویٰ نہیں کیا جس سے وہ خدائی کے مدعی ثابت ہوں۔

(لیکچر سیالکوٹ ص۴۳، روحانی خزائن ص۲۳۶)

☆

اگرچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اکثر سنت لفظ اپنے

نے خود اخلاقی تعلیم پر عمل نہیں کیا انجیر کے درخت کو بغیر پھل کے دیکھ کر اس پر بددعا کی اور دوسروں کو بددعا کرنا سکھایا اور دوسروں کو یہ بھی حکم دیا کہ تم کسی کو احمق مت کہو مگر خود اس قدر بدزبانی میں بڑھ گئے کہ یہودی بزرگوں کو ولد الحرام تک کہہ دیا اور ہر ایک وعظ میں یہودی علماء کو سخت سخت گالیاں دیں

(چشمہ مسیحی ص ۱۱، روحانی خزائن ص ۳۴۶)

☆

۵۱۔ یسوع اس لئے اپنے تئیں نیک نہیں کہہ سکا کہ لوگ جانتے تھے کہ یہ شخص شرابی کبابی ہے۔

(ست بچن ص ۱۷۲، روحانی خزائن ص ۲۹۶)

یعنی نقل کفر کفر نباشد مرزا کے بقول حضرت عیسیٰ علیہ السلام بدکرداری کی وجہ سے اپنے آپ کو نیک نہ کہہ سکے۔

مخاطبین کے حق میں استعمال کئے ہیں جیسا کہ سور، کتے، بے ایمان، بدکار وغیرہ وغیرہ لیکن ہم نہیں کہہ سکتے کہ نعوذ باللہ آپ اخلاق فاضلہ سے بے بہرہ تھے۔ کیونکہ وہ تو خود اخلاق سکھلاتے اور نرمی کی تاکید کرتے ہیں بلکہ یہ لفظ جو اکثر آپ کے منہ پر جاری رہتے تھے یہ غصہ کے جوش اور مجنونانہ طیش سے نہیں نکلتے تھے بلکہ نہایت آرام اور ٹھنڈے دل سے اپنے محل پر یہ الفاظ چسپاں کئے جاتے تھے

(ضرورت الامام ص ۷، روحانی خزائن ص ۴۷۷)

☆

اور جن کو عیسائیوں نے خدا بنا رکھا ہے کسی نے اس کو کہا اے نیک استاد۔ تو اس نے جواب دیا کہ تو مجھے نیک کیوں کہتا ہے۔ نیک کوئی نہیں مگر خدا۔ یہی تمام اولیاء کا شعار رہا ہے سب نے استغفار کو اپنا شعار قرار دیا ہے۔ بجز شیطان کے

(ضمیمہ براہین احمدیہ ص ۱۰۷ ج ۵، روحانی خزائن ص ۲۷۱)

تبصرہ: یہاں لکھ دیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تواضع کی وجہ سے اپنے آپ کو نیک نہ کہتے تھے۔

☆

واقعہ کربلا اور اس کا پسِ منظر (مولانا عتیق الرحمٰن سنبھلی)

ایک نئے مطالعے کی روشنی میں

تحقیق کی دنیا میں علماء اور دانشوروں سے داد و تحسین وصول کرنے والی نہایت متوازن اور مسلکِ حق کی ترجمان کتاب

قیمت 150 روپے

بخاری اکیڈمی مہربان کالونی ملتان۔

AHMADYYA MOVEMENT BRITISH-JEWISH CONNECETIONS

احرار کانفرنس قادیان ۱۹۳۴ء

جناب بشیر احمد کی کتاب "احمدیہ موومنٹ، انگریز، یہودی تعلقات" کا ترجمہ

احرار رہنما قادیانیت کی روک تھام کئے بغیر رہ نہیں سکتے تھے۔ جولائی ۱۹۳۵ء میں انہوں نے (قادیانی) مخالفت کا ایک نیا منصوبہ تیار کیا۔ اور اپنے ایک کارکن محمد حنیف عرف حنیفا کو (قادیان کے پوپ پال) مرزا محمود کے چھوٹے بھائی مرزا شریف قادیانی پر حملہ کرنے اور مرزا جی کو بر سر عام رسوا کرنے کے لئے آمادہ کر لیا۔ احرار کا یہ داؤ کامیاب رہا۔ اور محمد حنیف نے دن دیہاڑے قادیان شہر کے بھرے بازار میں مرزا شریف قادیانی کی ہاکی سے پٹائی کر دی اور وہ سرعام رسوا ہو کر اپنی عزت گنوا بیٹھے۔ احرار کارکن کے اس جرأت مندانہ فعل پر قادیانیوں میں ایک شدید ردّ عمل پیدا ہوا۔ اس سانحے پر قادیانیوں کی طرف سے غصے اور ناراضی کے ڈھیروں ریزولیشن پاس کئے گئے۔ پنجاب سرکار کی قابلِ رحم انتظامی صلاحیتوں کو بیان کرنے کے لئے چودھری ظفر اللہ خان قادیانی اپنی والدہ کو وائسرائے کے محل میں اپنے ساتھ لے گیا۔ ۱۹۰۴ء میں مرزا غلام احمد قادیانی نے سیالکوٹ میں جب اپنا سب سے پہلا دورہ کیا تھا تو ظفر اللہ قادیانی کی والدہ وہ پہلی خاتون تھی جو مرزا جی کی نبوت (کاذبہ) پر ایمان لائی تھی۔ مذکورہ (اپنے روحانی پیشوا) مرزا غلام احمد قادیانی کی اولاد سے محبت کرنے کی دعویدار تھی۔ وائسرائے ہند اور ان کی بیگم کے ساتھ ملاقات کے دوران ظفر اللہ قادیانی کی والدہ نے نوحہ خوانی کی اور کہا "میں احمدیہ (قادیانیہ) جماعت سے تعلق رکھتی ہوں۔ مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) اس جماعت کے بانی تھے۔ مسیح موعود (مرزائے قادیان) نے ہمیں برطانیہ کے ساتھ عشق و محبت کی تعلیم دی تھی اور نصیحت کی تھی کہ وہ انگریزی اقتدار کی بقا کی خاطر دعائیں مانگا کریں۔ کیونکہ گوری سرکار نے ہمیں (یعنی قادیانیوں کو) مذہبی آزادی عطاء فرمائی تھی میں ہمیشہ برطانوی حکومت کی فلاح و بہبود کی خاطر دعائیں مانگتی ہوں۔ لیکن گزشتہ دو سالوں سے پنجاب سرکار نے ہمارے ساتھ ہماری جماعت کے ساتھ اور ہمارے امام کے ساتھ ایسا غیر منصفانہ رویہ اپنا رکھا ہے اور ہماری جماعت اس قدر مصائب برداشت کر رہی ہے کہ مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی ہدایات کے مطابق انگریزی حکومت کے لئے دعائیں مانگنے کی پابند ہونے کے باوجود، میری ساری دعائیں، جوش و خروش، ذوق و شوق کے جذبات سے خالی از مفہوم بن کر رہ جاتی ہیں۔ آج کل ہم (قادیانی) دکھی ہیں۔ غم زدہ ہیں۔ کچھ دن ہوئے کہ ایک خانہ بدوش احراری غنڈے نے ہمارے امام (مرزا محمود) کے چھوٹے بھائی پر حملہ کر دیا۔ وائسرائے نے ظفر اللہ خان (قادیانی) کی والدہ کو جواب دیتے ہوئے بتایا کہ یہ معاملہ گورنر پنجاب کے عدالتی دائرۂ اختیار میں شمار ہوتا ہے۔ قبل اس کے کہ اس معاملے کو سلجھانے کے بارے میں لارڈ ولنگڈن کوئی جواب دیں۔ بیگم ولنگڈن ہی نے وعدہ کر لیا کہ وہ گورنر پنجاب کو

اس امر کی ترغیب دینے کے قابل ہیں وہ گورنر پنجاب مسٹر ایمرسن کو ہدایات جاری کر دیں گی کہ وہ برطانیہ دشمن تنظیم اور احمدی (قادیانی) دشمن کے ساتھ یکساں سخت رویہ اختیار نہ کریں (۱) (کتاب Servant of God از ظفر اللہ خان، ص ۹۳) ظفر اللہ خان (قادیانی) کا کہنا ہے کہ بیگم ولنگڈن نے اپنے خاوند کو اس قسم کے معقول اور قابلِ توجہ انداز گفتگو سے کافی متاثر کیا۔ بیگم ولنگڈن، چودھری جی اور ان کی والدہ کے ساتھ یکساں طور پر مہربان تھیں۔ لارڈ موصوف کے وثیقہ پا جانے کے بعد بھی چودھری ظفر اللہ خان کے ساتھ عرصہ دراز تک ان کے دوستانہ مراسم برقرار رہے (کتاب ایضاً از ظفر اللہ خان ص ۹۳)

دلچسپ اور نوٹ کر لینے کے قابل امر یہ ہے کہ لارڈ ولنگڈن کی ساری کامیابیوں میں ان کی بیگم (کی ادائیں للمترجم) کارفرما تھیں۔ وہ اس قدر ذہین تھیں کہ جھوٹے سہاروں کے ذریعہ عوام کو متاثر کر لینے میں اپنے خاوند پر سبقت حاصل کر لیتیں۔ بیگم صاحبہ نے ایک دفعہ خود تسلیم کیا کہ کسی بھی شخص سے پہلی ملاقات میں وہ اس حد تک محتاط رہتی ہیں کہ جب تک ان کے منصوبے کے مطابق اس ملاقات کے صحیح رہنے کا انہیں یقین نہ آجائے اور وہ کسی شک میں مبتلا رہیں اس وقت تک وہ کسی کو ملاقات کے قابل نہیں سمجھتیں۔ (کتاب وائسرائے آف انڈیا ص ۲۶۴ تصنیف MarkBence) مسٹر جوبز کا کہنا ہے کہ بیگم ولنگڈن کی صلاحیتوں کے اعتراف کے باوجود بہت سے لوگ محترمہ موصوفہ کے شاہانہ طرز، اوچھے پن اور بازاری رویے کو برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ وائسرائے کی ایک ڈنر پارٹی میں ایک سینئر آفیشل کو بھی اسی قسم کے رویے سے دو چار ہونا پڑا۔ جب وائسرائن صاحبہ ڈائننگ روم کو چھوڑ دینے کی خاطر اٹھ کھڑی ہوئیں تو اس آفیسر نے اپنا رومال فضا میں پھینکا اور زور سے چلایا..... "ہوپی"۔ تو اس افسر کو یہ سزا دی گئی کہ وہ عہدے پر فائز کرنے کی تقریب کی فرمائش نہیں کر سکتا۔ یہ قدغن CIE کے عہدے کے حصول کی فرمائش پر تھی۔ بعد میں اسے اس عہدے کا حکم نامہ ایک چپڑاسی کے ہاتھوں بھیج دیا گیا تھا۔ (کتاب ایضاً)

برطانیہ اس امر سے خوفزدہ ہو گیا تھا کہ احرار اسلام کے کارکن جو اس کے لئے ایک خطرہ تھے اب بڑی مضبوطی سے اکثریت حاصل کر رہے تھے۔ انگریز نے انتہائی عیاری کے ساتھ قادیان کی اندرونی سرگرمیوں کی تفتیش شروع کر دی۔ پھر قادیانیوں اور احرار کے درمیان کھچاؤ اور تناؤ کی کیفیت پیدا کر دی۔ جب پنجاب کی دستور ساز اسمبلی کے انتخابات میں قادیانیوں نے اپنے نمائندے پیش کئے تو قادیانیوں کا سیاست میں کھلم کھلا ملوث ہونا کھلے عام ظاہر ہو گیا۔ پنجاب اسمبلی کے انتخابات میں قادیانیوں کی کھلی کھلی شرکت ان سیاسی سرگرمیوں کی ایک واضح اور مشتعل جوابی کارروائی تھی۔ جو مجلس احرار اسلام نے شروع کر رکھی تھی جنوری ۱۹۳۵ء کے پہلے پندرھواڑے میں پیدا ہونے والے پنجاب کے حالات کی خفیہ تحقیقاتی رپورٹ (H/D,No.7-178/134 بہ حوالہ لیون)

لندن میں قادیانیوں کی بد باطن اور کینہ پرور مہم نے الجھاؤ پیدا کر دیا۔ سر ایمرسن گورنر پنجاب نے چودھری ظفر اللہ خان قادیانی کو ترغیب دی کہ وہ پنجاب سرکار اور (قادیان کے پوپ پال) مرزا محمود قادیانی

کے مابین جو غلط فہمیاں پیدا ہو چکی ہیں ان غلط فہمیوں کو دور کرنے کے لئے خود اپنی (قادیانی) جماعت اور برطانوی حکومت کے ساتھ ایک مضبوط رابطہ قائم کریں۔ فریقین کے مابین گزشتہ تعلقات بحال کرنے میں چودھری جی نے کامیابی حاصل کرلی تھی۔ اس کے باوجود بقول چودھری ظفر اللہ خاں گورنر پنجاب کا ذہن ابھی صاف نہیں ہوسکا تھا (کتاب Servant Of God چودھری ظفر اللہ خان ص ۷۳) پنجاب سرکار کی طرف سے ایک سخت گیر دباؤ موجود تھا تاہم احرار رہنماؤں نے اشتعال اور غصے کے ایک دوسرے مقابلے کا منصوبہ قادیان کے لئے تیار کرلیا۔ بد قسمتی یہ ہوئی کہ مسجد شہید گنج کے حادثے نے قادیانیوں کے حق میں فضا کو تدریجاً ہموار کر کے پانسے کو پلٹ دیا۔ شہید گنج کا یہ ایجی ٹیشن جو ۱۹۳۵ء میں پنجاب میں شروع ہو گیا تھا۔ احرار اس ایجی ٹیشن میں حصہ لینا نہیں چاہتے تھے۔ مجلس احرار کی قیادت کو بدنام کرنے اور اسے تنقید کا نشانہ بنانے کے لئے (قادیان کے پوپ پال) مرزا محمود نے سانحہ شہید گنج استعمال کیا۔ مرزا محمود قادیانی نے احرار رہنماؤں کی کردار کشی کے لئے بے تحاشا رقم خرچ کی۔ ستمبر ۱۹۳۵ء میں قادیانیوں نے مباہلہ کا ایک چیلنج بھی احرار کو دے دیا جو مجلسِ احرار کی طرف سے بخوشی قبول کرلیا گیا۔ اکتوبر ۱۹۳۵ء میں دھوکے بازی سے مباہلے کے اس چیلنج کو دوبارہ دھرایا گیا۔ اس چیلنج سے پوپ پال قادیان کو یہ دیکھنا مقصود تھا کہ مسلمانوں کی ہمدردیاں کس حد تک اس کے ساتھ ہیں۔ اور وہ اس کرتب سے مسلمانوں کے ردِ عمل کو بھی دیکھنا چاہتا تھا۔ خود اپنی مقبولیت کے طول و عرض کو اس پیمانے سے ماپنا اس کے پیش نظر تھا۔ خود اپنے یا مالی نقصان کو وسعت دیکر مرزا محمود نے احرار لیڈروں کے خلاف ایک بد باطن مہم چلائی۔ مجلس احرار اسلام کی شہرت کو داغدار کرنے کے لئے قادیانیوں نے احرار کے خلاف مجلس اتحاد ملت (مولانا ظفر علی خاں کی تحریک نیلی پوش) کے ساتھ بھرپور مالی تعاون کیا تاکہ تحریک نیلی پوش احرار کے خلاف اپنے مکروہ اور بیہودہ لٹریچر کو جاری رکھ سکے۔ ہر قسم کی عداوت اور مشکلات کے باوجود احرار رہنماؤں نے ۲۳ نومبر ۱۹۳۵ء کا دن مباہلے کے لئے مقرر کرلیا۔ اور اعلان کر دیا کہ "مباہلہ کانفرنس" کے نام پر قادیان میں ایک کانفرنس ہو گی جہاں وہ قصرِ خلافت کو ریزہ ریزہ کر کے زمین بوس کر دیں گے۔ درحقیقت احرار نے یہ سمجھ لیا تھا کہ مباہلہ کانفرنس کے نام پر قادیان میں ایک کانفرنس منعقد کرنے کا موقع حاصل کرلیں گے۔ اپنی آتش بیانی کے بل بوتے پر احرار عوامی ذھن کی تعمیر کرسکتے ہیں۔ مرزا محمود (پاپائے قادیان) احرار لیڈروں کی اس غرض و غایت سے بہ خوبی واقف تھا۔ وہ احرار کی طرف سے "مباہلہ کانفرنس" کے اعلان سے گھبرا اٹھا۔ اپنی حماقت سے اس چیلنج کو مبنی برصداقت سمجھتے ہوئے وہ حکومت پنجاب کے پاس جا پہنچا کہ مباہلہ کانفرنس کے عنوان سے کانفرنس کے انعقاد کو حکومت روکے اس پر قدغن عائد کرے، قادیانیوں کے ساتھ تعاون کرے۔ مرزا محمود جو یہ بھی جانتا تھا کہ مسجد شہید گنج تحریک سے علیحدگی کی بنا پر گو احرار عوام میں مقبول نہ رہے ہوں اس کے باوجود "مسئلہ ختم نبوت" پر احرار، اب بھی عوامی اذھان پر چھا جائیں گے۔ حکومت پنجاب نے قادیان اور اس کے قرب وجوار میں عوامی اجتماعات کو ممنوع قرار دے دیا۔ نماز جمعہ ادا کرنے پر بھی قدغن عائد کردی۔ احرار

رہنما سید عطاء اللہ شاہ بخاری علیہ الرحمۃ نے حکومت کی اس پابندی کو ٹھکرا دیا۔ اسے توڑ ڈالا۔ چھ دسمبر ۱۹۳۵ء کو آپ حراست میں لے لئے گئے۔ آپ کے بعد احرار کے چار معروف علماء مولانا ابوالوفا شاہجہانپوری، محمد حسین صوفی، مولانا بشیر احمد اور قاضی احسان احمد شجاع آبادی رحمھم اللہ علیہم اجمعین قانون کی خلاف ورزی کرتے ہوئے جمعہ کے دن گرفتار کر لئے گئے۔ ۵ جنوری ۱۹۳۶ء کو پنجاب سرکار نے قادیان میں جمعہ کے اجتماعات پر پابندی ختم کر دی۔ مولانا لال حسین اختر علیہ الرحمہ نے قادیان میں جمعہ نماز کی امامت کی اور بڑے پیارے انداز میں قادیانی کفر پر ضربیں لگائیں۔

قادیان میں احرار کی کامیاب ترین کانفرنس

(امیر شریعت) سید عطاء اللہ شاہ بخاری علیہ الرحمۃ جو قادیان کی احرار کانفرنس کے صدر بھی تھے۔ آپ نے اپنی تقریر میں قادیانیت کو ننگا کر کے رکھ دیا۔ قادیانی جماعت کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی پر تابڑ توڑ حملے کئے۔ انہوں نے کہا۔ قادیانی استعمار کے ایجنٹ ہیں۔ غیر ملکی طاقتوں کے دم کٹے کتے ہیں۔ اپنے سامراجی آقاؤں کے بوٹ چاٹنے والے ہیں۔ ظفر اللہ قادیانی کو، سر فضل حسین کی سفارش پر وائسرائے کی انتظامیہ کونسل کا رکن بنالینے کے خلاف ریزولیشن پاس کیا گیا (کتاب تاریخ احمدیت جلد ہفتم ص ۳۰) روزنامہ زمیندار "لاہور" اور "روزنامہ احسان" لاہور کے خلاف سرکاری ایکشن کو ہدف تنقید بنایا گیا۔ مسلم لیگ اور مسلم کانفرنس کے متحدہ امیدوار کے مقابلے میں (پنجاب اسمبلی کے الیکشن کے لئے) مسٹر کے ایل گابا کی حمایت کی گئی۔ قادیان شہر کے قریب مجلس احرار اسلام کی اس کامیاب ترین کانفرنس۔ اور حکومت پنجاب کی طرف سے (پاپائے قادیان) کے نام سرکاری نوٹس نے مرزا جی کی شان وشوکت اور اس کی عزت کو بری طرح متاثر کیا۔ انگریزی حکومت کے اس امتیازی سلوک پر مرزا جی نے واویلا مچا دیا۔ روئے پیٹے اور مرثیہ خوانی کی۔ (قادیان کے پوپ پال) مرزا محمود نے اپنے گورے آقا کے غصہ کو ٹھنڈا کرنے کے لئے۔ جمعہ کے ایک خطبے میں اپنے خاندان کی گزشتہ خدمات اور اپنی (قادیانی) جماعت کی خدمات کو گن گن کر، دوبارہ یاد دہانی کرائی۔ مرزا محمود قادیانی نے اپنے ایک خط میں سر فضل حسین سے تجاہل عارفانہ سے کام لیا کہ پوپ پال قادیان نے اپنے پیروکاروں کو قادیان شہر میں بلانے کے لئے خطوط ارسال کئے تھے۔ سر فضل حسین کے نام مرزا جی کا یہ خط ایک ڈھونگ تھا۔ اور اپنے آپ کو فخر رسل اور سچے اسلام کا ایک مصلح پیشوا کہلانے والے مرزا محمود کی ایک شرمناک اداکاری تھی۔ پنجاب کے چیف سیکرٹری مسٹر گاربٹ نے قادیان، شہر میں قادیانیوں کو ایک فقید المثال پوزیشن مل جانے کے باوجود مجلس احرار اسلام کی کانفرنس کی کامیابی کا تجزیہ کیا۔ جس کانفرنس میں احرار نے قابلِ توجہ افضلیت حاصل کر لی تھی۔ (گاربٹ کے خطوط ہولٹ کے نام ص ۵، لیور ۱۸۵)

احراریوں نے ۱۹۳۳ء میں قادیان کے اندر اپنا دفتر قائم کرنے کی، کوشش کی قادیانیوں نے اس عمارت کو اپنی ذاتی ملکیت ہونے کا دعویٰ کر کے اس عمارت کو زمین بوس کر دیا اور اس جگہ بیت الخلاء تعمیر کر دیئے۔ مزید ازیں قادیان میں رہنے والے مسلمانوں کی طرف سے حکومت کو یہ شکایات عام ملتی تھیں کہ قادیانی انہیں خوفزدہ کرتے اور ہراس میں مبتلا رکھتے ہیں۔ مسٹر گاربرٹ چیف سیکرٹری کی رائے کے مطابق احرار کانفرنس کی کامیابی و کامرانی کے اسباب میں قادیانیوں کے مسلمانوں پر اس قسم کے مظالم زدہ لوگوں کی ہمدردیاں شامل تھیں مسٹر گاربٹ کے مفہوم کو سمجھنے کے لئے موصوف کے اس پیراگراف کو ایک کلیدی اہمیت حاصل ہے۔ موصوف کا بیان ہے کہ:

قادیانیوں نے "تحریک کشمیر" میں حصہ لیا۔ قادیانیت کے سربراہ اور اس کے پیروکاروں نے سول نافرمانی کی تحریک کے علاوہ ہر قسم کی تخریب کار تحریکوں (کو کچلنے میں) حکومت کے بھر پور معاون رہے۔ قادیانیت کی اس سرکاری معاونت سے تصویر کا ایک دوسرا رخ لا اینڈ آرڈر کو بحال کرنے کی شکل میں کھل کر نمودار ہو گیا (کتاب ایضاً) سر فضل حسین نے احمدیوں (قادیانیوں) کے ساتھ نرم رویہ اختیار کرنے کے بارے میں ۲۷ اکتوبر ۱۹۳۴ء کو پنجاب کے گورنر سر ایمرسن کے نام ایک خط لکھا۔ جس کے الفاظ تھے:

قادیانیوں کے ساتھ نرم رویہ اختیار کیا جائے سر فضل حسین کا خط گورنر پنجاب کے نام:

"آپ کے ساتھ ملاقات کے بعد، میں نے مرزا (محمود) صاحب کے کیس کے بیان کا مطالعہ کیا۔ اس وقت سے نئی صورت حال کے بارے میں مرزا جی کے سیکرٹری طرف سے دو یا تین بار، آگاہی حاصل کر چکا ہوں۔ راقم الحروف کا خیال ہے کہ دو مقاصد کی تکمیل کی خاطر موجودہ باہمی نزاع غیر موزوں ہے۔

اولاً: یہ کہ قادیانی جماعت کو یہ احساس دلایا جائے کہ قادیانی جماعت جارحیت کی طرف بڑھ رہی ہے۔ اور (لاشعوری طور پر) انہیں یہ بھی احساس دلایا جائے کہ وہ (قادیانی) صوبہ (پنجاب) میں اپنے آپ کو اکثریت کا خلاصہ سمجھنے لگ جائیں۔

ثانیاً: یہ کہ مجلس احرار اسلام کو ایک اولی العزم جماعت کی طرح طاقت حاصل کر لینے کی اجازت نہ دی جائے۔ دو ازلی قوتوں پر مبنی ثنویت کی پالیسی سے حسب ذیل نتائج بر آمد ہوں گے (یعنی حکومت کو ان نتائج کی طرف دھکیل دے گی للمترجم)

قادیانیوں کو بزدل بنانے کی روش، اس صورت حال سے ہمارے (حکومت برطانیہ کے) دوست کمزور پڑ جائیں گے۔ اور مخالفین سبقت لے جانے کی نشوونما حاصل کر لیں گے۔ موزوں پالیسی یہ اختیار کی جائے کہ احراریوں کے ساتھ سخت رویہ اپنایا جائے۔

قادیانیوں کے ساتھ ایک موزوں وقفے کے بعد اس پالیسی کو اختیار کیا جائے کہ وہ (قادیانی) اپنے ساتھ رہنے والے پڑوسیوں کے ساتھ جارحانہ پھیلاؤ ترک کر دیں۔ دو مقاصد میں کامیابی اور وہ بھی ایک اڑان میں غیر محسوس

بھی ہوگی اور کامیاب بھی رہے گی۔ اس مسئلے پر بہ خوبی غور کر کے مذکورہ بالا حاصل کردہ نتائج کو ارسال خدمت کر رہا ہوں۔ کیونکہ اس مسئلے پر عمل کرنا صرف آپ کے اختیار میں ہے (کتاب میاں فضل حسین کے خطوط ص ۳۸۵)

نیشنل لیگ قادیان کا قیام:

جنوری ۱۹۳۵ء کے آخری ہفتے میں مرزا محمود قادیانی نے (قادیانیت کے) ایک سیاسی دھڑے کا کھلم کھلا اعلان کیا۔ جس کا ہیڈ کوارٹر لاہور میں متعین کیا گیا۔ آل انڈیا نیشنل لیگ نام تجویز ہوا۔ بشیر احمد قادیانی ایڈووکیٹ اس کے صدر قرار پائے مذکورہ سیاسی دھڑے کے ساتھ ایک پیرا ملٹری گروپ بھی ملحق تھا۔ سر ظفر اللہ قادیانی کے بھائی عبداللہ خان قادیانی اس پیرا ملٹری پلٹن کے اولین کمانڈر قرار پائے۔ (تاریخ احمدیت جلد ہفتم ص ۵۲۲) نیشنل لیگ اور پیرا ملٹری گروپ دونوں کا مقصد غیر قانونی گروہ خصوصاً مجلس احرار اسلام کے بھاری بھرکم وزنی دباؤ کے پیش نظر قادیان شہر کی محافظت اور پشتیبانی اور پنجاب سرکار کو اپنی طاقت اور استحکام دکھانا مقصود تھا۔ احرار، قادیانی بالواسطہ تصادم سے بچنے کے لئے حکومت پنجاب نے قادیان اور اس کے گردو نواح میں دو ماہ کے لئے دفعہ ۱۴۴ نافذ کر دی جس کے تحت عوامی جلسے جلوسوں پر پابندی نافذ کر دی گئی (پنجاب کے خفیہ حالات کی رپورٹ ارسال کردہ لیون ص ۱۸۴) قادیان کے جنگجو سورموں نے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ جے ایم ڈسری نگیش کے اس حکم نامے کو گورداس پور کی سیشن کورٹ میں چیلنج کر دیا (الفضل قادیان مطابق ۱۷ - ۲۸ فروری ۱۹۳۵ء) سیشن کورٹ نے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے احکامات کو بحال رکھا۔ قادیانیوں کی طرف سے ہائی کورٹ میں اپیل دائر کر دی گئی۔ لیکن اس وقت ۳۰ مارچ ۱۹۳۵ء کے حکم نامے کی معیاد ختم ہو چکی تھی۔ (الفضل قادیان ۴ اپریل ۱۹۳۵ء) سر ظفر اللہ خان قادیانی، شیخ بشیر احمد قادیانی، مرزا عبداللہ قادیانی، چودھری اسداللہ خان قادیانی اور فضل دین قادیانی۔ مذکورہ بالا مقدمے کی پیروی کرتے رہے۔ حکومت پنجاب کی طرف سے ایک حکم امتناعی مجلس احرار اسلام کے نام بھی جاری کیا گیا۔ جس کے مطابق وہ قادیان میں کوئی عوامی جلسہ نہیں کر سکتے تھے کیونکہ وہاں امن و امان کی خلاف ورزی اور دنگے فساد کا اندیشہ تھا (پنجاب گورنمنٹ سرکلر S.B.B C\347 مؤرخہ ۲ جولائی ۱۹۳۵ء) اس کے بعد قادیانی جھگڑا فساد کرنے اور کسی کو للکارنے کی ہمت ہار بیٹھے۔

مسٹر جی ڈی کھوسلہ کا فیصلہ:

سید عطاء اللہ شاہ بخاری علیہ الرحمہ کی قادیان کانفرنس (۲۱ تا ۲۳ اکتوبر ۱۹۳۴ء) کی تقریر کی بنا پر اسپیشل مجسٹریٹ قادیان دیوان سکھانند نے آپ کو چھ ماہ کی سزا کا فیصلہ سنا دیا۔ سید علیہ الرحمہ سیشن جج

گورداسپور کے اسپیشل مجسٹریٹ مسٹر جی ڈی کھوسلہ کی عدالت میں اپنے مقدمے کو لے گئے۔ کھوسلہ نے سابقہ سزا کوتا برخواست عدالت کی شکل میں تبدیل کر دیا۔ مذکورہ مجسٹریٹ نے احمدی (قادیانی) جماعت اور اس کے بانی (مرزا غلام احمد قادیانی) کے بارے میں تلخ لیکن حقائق پر مبنی ریمارک دئیے۔ انہوں نے لکھا قادیانی حضرات اپنے دلائل اور مقاصد کو طاقت کے بل بوتے پر نافذ کرنے کی خاطر قانون کے برعکس ہتھیاروں سے کھیلتے ہیں۔ جو اونچے پیمانے پر بالعموم ناگوار اور تکلیف دہ ہوتے ہیں۔ ایک ایسا شخص جو ان (قادیانیوں) کے ساتھ ملنے سے انکار کر دیتا ہے اسے نہ صرف بائیکاٹ اور برادری سے خارج کر دینے کی دھمکیاں دی جاتی ہیں۔ بلکہ بعض دفعہ انہیں بدترین دھمکیوں سے خوفزدہ کیا جاتا ہے اکثر و بیشتر انہیں دین سے خارج کر کے مرتد قرار دے دیا جاتا ہے۔ قادیان میں اس مقصد کی خاطر، ایک رضا کار پلٹن قائم کر دی گئی ہے۔ غالباً یہ پلٹن انہی فتاویٰ پر عملدر آمد کرانے کا فریضہ سرانجام دیتی ہے۔ مسٹر کھوسلہ نے مزید لکھا۔

اپنے عقائد اور اپنی تنظیم کو بڑھانے کی خاطر، مرزا غلام احمد قادیانی کے یہ مرید، اس قسم کے طریقے اور ہتھکنڈے استعمال کر رہے ہیں جو عام طور پر قابل اعتراض اور غیر پسندیدہ ہوتے ہیں۔ جن لوگوں نے قادیانی راستہ (عقائد و احکامات) اختیار کرنے سے انکار کیا ان پر معاشرتی بائیکاٹ کے احکام نافذ کئے گئے۔ اپنے گاؤں اور برادری سے ان لوگوں کو زبردستی خارج کر دیا گیا۔ انہیں خوفناک طریقوں سے خوفزدہ کیا گیا۔ اور بھیانک انجام سے دوچار کیا گیا (کتاب فتح الحق از ایم اے فاروقی ص ۴۱) عدالت کو اس امر کے پختہ ثبوت مہیا ہوئے ہیں کہ قادیان شہر میں قادیانی دھرم کی خود ساختہ فوجداری اور دیوانی عدالتیں قائم ہیں۔ قادیانیوں کے پیراملٹری دستے مختلف العقیدہ لوگوں کی خاطر تعینات ہیں۔ قادیان شہر میں بسنے والے مختلف العقیدہ (یعنی غیر قادیانی) لوگوں کو بزدل بنا دینے کے احکامات کی تعمیل قادیان کے پیراملٹری گروپ کے دستے بجا لاتے ہیں۔ بھگت سنگھ، غریب شاہ اور مستری عبدالکریم خوفناک طریقوں سے موت کے گھاٹ اتار دئیے گئے۔ مولوی عبدالکریم مقتول کے دوست محمد حسین کو قاضی محمد علی کے ساتھ قتل کرا دیا گیا۔ محمد امین (ایک بدنام قادیانی جاسوس جو وسط ایشیا میں کمیونسٹ روس کے خلاف جاسوسی کے فرائض سرانجام دیتا تھا) کو مرزائے قادیان (مرزا محمود) کے ایک مرید باصفا فتح محمد سیال نے کلہاڑیاں مار مار کر قتل کر دیا۔ قادیانی ریاست میں انتظامیہ بے یارومددگار تھی۔ قادیان ایک ایسی متوازی حکومت تھی جس میں ایک سپریم صدر کے تحت وزارت کی ایک کابینہ۔ انتظامیہ اور عدلیہ کے امور ان کے اپنے تھے (کتاب فتح الحق از ایم اے فاروقی ص ۴۲) مسٹر کھوسلہ نے قادیانیت اور اس کے بانی (مرزا غلام احمد قادیانی) کا انتہائی موزوں طریقے سے اور صحیح تناظر پیش کیا۔ اس نے آخر میں لکھا کہ مرزا غلام احمد قادیانی ایک طاقتور قسم کی شراب پینے کے عادی تھے (ان کے پیروکاروں کے خطوط کے مطابق) اور جنسی حس کو تیز کرنے کے لئے (ادویات) استعمال کرتے تھے فیصلے کا متن کتاب کے آخر میں دے دیا گیا ہے۔

مسٹر کھوسلہ فیصلے کے بعض ریمارکس قلمزد کر دیئے گئے:

مسٹر کھوسلہ کے فیصلے نے قادیان اور قادیانیت کو ننگا کر کے رکھ دیا تھا۔ قادیانی اس فیصلے کو ہائی کورٹ میں لے گئے۔ جسٹس کولڈ اسٹریم نے مقدمے کو سنا۔ سر تیج بہادر سپرو قادیانیوں کی طرف سے وکیل تھے۔ (مزید وضاحت کے لئے ملاحظہ ہو روزنامہ الفضل قادیان کے شمارہ جات ۲۵،۲۷،۲۹ مارچ ۱۹۳۵ء) ہندوستانی حکومت اور پنجاب سرکار کی اس مقدمے میں قادیانیوں کے ساتھ ہمدردیوں کی کھلی کھلی شہادتیں موجود ہیں۔ مسٹر جی ڈی کھوسلہ سیشن جج گورداس پور نے ملک معظم بہ نام احرار، رہنما السید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ کی اپیل میں پنجاب سرکار اور احمد یوں (قادیانیوں) نے جو پٹیشن دائر کی تھی کہ مسٹر کھوسلہ نے اپنے فیصلے میں تو ریمارک دیئے ہیں زیر دفعہ 562 A.of CPC) ان کو کالعدم قرار دے دیا جائے۔ ان میں سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ نے قادیان کے بارے میں دیئے تھے۔
۱۱ نومبر ۱۹۳۵ء کو جسٹس کولڈ اسٹریم نے مذکورہ بالا مقدمے کو بدل کر رکھ دیا۔ (ماہنامہ ریویو آف ریلجین قادیان شمارہ دسمبر ۱۹۳۵ء) ۱۰ ستمبر کو لاہور میں جسٹس صاحب کے ریمارکس پر ۳۶ نکات پر مشتمل اعتراضات داخل کئے گئے۔ اس عمل کے ایک ماہ بعد پنجاب سرکار نے اپنی پٹیشن میں مسٹر کھوسلہ کے بیانات کو منسوخ کر دینے پر عدالت عظمیٰ کو مجبور کر دیا۔ مسٹر جسٹس کولڈ اسٹریم نے اس کی زبان کو مبالغہ آمیز کہا۔ اور قادیانیوں کے تذکرے کو ایک نوساختہ مذہب کہنے کا خاکہ اڑا دیا۔ ایسے واقعات جن کا مقدمے کی شہادت سے کوئی تعلق نہیں تھا۔ جسٹس موصوف نے ان کلمات پر مشتمل حصے کو حذف کر دیا۔ تاہم موصوف نے اپنے فیصلے میں لکھا کہ
اگرچہ قادیانی خارجی تنقید سے غافل اور اپنے خانگی قصبے میں محفوظ تھے۔ اپنے انہی حالات کے اندر رہتے ہوئے پھل پھول رہے تھے ان کی اس باحفاظت پوزیشن نے قادیانیوں کے اندر تکبر کو جنم دیا۔ خود پسندی، رعونت اور گستاخیوں کی اچھی خاصی مقدار ان قادیانیوں کے اندر پیدا ہو چکی تھی۔

(بقیہ از ص ۴۴)

★ زرداری کرپشن کے کنگ ہیں (عمران خان)
مجھے اور آصف زرداری کو پیسے سے کوئی محبت نہیں (بے نظیر)
★ آصف زرداری نے مونچھیں منڈوا دیں (ایک خبر)

تہذیب مغربی کی ڈاڑھی ہے نہ مونچھ
صورت یہ کہہ رہی ہے کہ نر ہوں نہ مادہ

زبان میری ہے بات ان کی

★ عنقریب ٹی وی پر "میرے عزیز ہم وطنو!" کی آواز آنے والی ہے۔ (پگاڑا)
ان لچے لفنگے، ظالم اور بدمعاش سیاست دانوں، حکمرانوں سے میرے عزیز ہم وطنو کی آواز بہتر ہے۔

★ معیشت کو سنبھالا نہ گیا تو وہ دن دور نہیں جب ہر دوسرے گھر میں قحط ہوگا۔ (فضل الرحمن)
آپ کیوں فکر مند ہیں؟

★ یہودی لابی کا حمایت یافتہ ہوں۔ نہ فوج کی سرپرستی حاصل ہے۔ (عمران خان)
عمران خان نے امریکہ سے واپسی پر نیویارک عالمی جیوش (یہودی) کانفرنس میں شرکت کی۔ (پی پی اے)

★ آصف زرداری بلاول ہاؤس بیچنا چاہتے ہیں (ایک خبر)
نہیں..... سارا پاکستان بیچنا چاہتے ہیں۔

★ پولیس افسر نے اپنا مکان بنوانے کے لئے ریلوے کی لکڑی پر ڈاکہ ڈلوایا (ایک خبر)
یہ باوردی غنڈے نہ ہوں تو عوام دوسرے غنڈوں سے خود نپٹ لیں۔

★ وزیراعظم بے نظیر کے بھائی میر مرتضی بھٹو پولیس مقابلے میں ہلاک ہوگئے۔ (ایک خبر)
یزید کو حضرت حسینؓ کی شہادت کا ذمہ دار قرار دینے والے بے نظیر کو اپنے بھائی کے قتل سے کیسے بری کر سکتے ہیں؟

★ ڈی ایس پی الطاف جس علاقہ میں تعینات ہوتا ہے وہاں سے جگا وصول کرتا ہے۔ (ایک خبر)
ڈی ایس پی۔ سی ایس پی کا مطلب ہی یہی ہے۔

★ بے نظیر کو ہٹا کر مارشل لاء نافذ کیا گیا تو اس کے خلاف تحریک چلائیں گے (قاضی حسین احمد)
حکومت قاضی کے حوالے کر دیں۔

★ مسئلہ کشمیر حل کرنے کے لئے ثالث بننے کو تیار ہوں۔ (یاسر عرفات)
اپنا دھڑن تختہ کیا ہے، دوسروں کا کیا سنواریں گے۔

★ اداکارہ خالدہ ریاست کا بیٹا دربار شاہ جیونہ کا گدی نشین ہوگا۔ (ایک خبر)
"تن بخشی" کی پیداوار ہی ایسی اہلیت کے حامل ہو سکتے ہیں۔

★ ہمارا کلچر اور سسٹم بڑے آدمی کا تحفظ کرتا ہے۔ (کامران لاشاری ڈی سی لاہور)
اسی لئے آپ نے بڑا آدمی بننا پسند کیا۔

★ پاکستان رہنے کے قابل نہیں یہاں سے چلے جانا چاہیئے (نور جہاں)
اللہ کرے پاکستان تمہارے وجود سے پاک ہو جائے (آمین)

★ بے نظیر کے استعمال میں ۴۰ گاڑیاں ہیں۔ گھر پر پانچ سو نوکر کام کر رہے ہیں۔ (عمران خان)
ان کے بغیر غریبوں کا مقدر کیسے بدلا جا سکتا ہے؟

★ مشتاق اعوان کی بیٹی فیل ہو گئی۔ امتحان کے دوران نقل کروانے کا پروپیگنڈہ ہوا تھا۔ (ایک خبر)
نقل کے لئے بھی عقل چاہیئے۔

★ پولیس مقابلے کرنے والے افسروں کی اسناد / میڈلز پر لکھا ہونا چاہیئے کہ حامل ہذا ایک بے گناہ شہری کا قاتل ہے۔ (چیف جسٹس خلیل الرحمن)
مسٹر تھیلاپینٹ بار بار نوٹ فرمائیں۔

★ راؤ سکندر اقبال کے بہنوئی (راؤ شمشیر علی) کے تبادلے کے لئے وزیر اعلیٰ سے کوئی بات نہیں کی۔ (ناہید خان)
جھوٹے پر اللہ کی لعنت!

★ مولانا فضل الرحمن کی صدر سے ملاقات! (ایک خبر)
دیوبند سے شیخ کو نسبت نہیں رہی   قل اعوذ یا صدر کی پا بوش ہو گیا۔

★ دنیا پور۔ حاجی بوٹا تھانیدار کے وحشیانہ تشدد سے قیدی ہلاک۔ دم توڑتے ہوئے پیشاب پلانے کا حکم۔ (ایک خبر)
"یہ تیرا پاکستان ہے یہ میرا پاکستان ہے"

★ تعلیمی اداروں پر لچوں، لفنگوں اور بدمعاشوں کا قبضہ ہے (وزیر تعلیم عطا مانیکا)
نمبر لگوانے میں موجودہ اساتذہ کا کردار۔ ڈاکوؤں سے بھی زیادہ گھناؤنا ہے۔

★ سہگل خاندان حبیب بنک ملتان اور نیشنل بنک مظفر گڑھ سے ۸۳ کروڑ روپیہ قرض لے کر ہڑپ کر گیا (ایک خبر)
سمجھ نہیں آتی، لوگ بنکوں میں ڈاکے ڈالنے کی بجائے بنکوں سے قرض کیوں نہیں لیتے۔ (مشتاق یوسفی)

★ تنخواہ کے لئے قطار میں کھڑا بھوکا ملازم چل بسا (ایک خبر)
قطار سے باہر بغیر تنخواہ بھوکے مرنے والے بھی شمار کریں۔

★ بھرتی کی بولی...۶ لاکھ میں اے ایس آئی، ۵۰ ہزار میں سپاہی (ایک خبر)
یہ لوگ ڈاکے نہیں ڈالیں گے تو اور کیا کریں گے۔

★ ہم نے روٹی کپڑا مکان کا نعرہ لگایا مگر لوگوں کو پانی تک نہیں ملا (رامے)
صرف "پانی" کے لئے ہی تو سپیکری سے چمٹے ہوئے ہیں۔

★ حکومت اور اپوزیشن امریکہ کی خوشنودی کے لئے سرگرم عمل ہیں (فضل الرحمن)
اور آپ بی بی کی خوشنودی کے لئے سرگرم عمل ہیں۔ (بقیہ ص ۴۲ پر)

محمد نوئیل رضوان

تحریر و ملاقات : طارق انیس

"ابو! مجھے آپ اسلام کہہ کر پکارا کریں"۔

"مگر بیٹا! اسلام تو ایک مذہب ہے کسی آدمی کا نام تھوڑی ہے؟"

"نہیں ابو! مجھے یہ نام اچھا لگتا ہے۔ بس آپ مجھے اسلام کہا کریں"۔

"اچھا! ایسا کرتے ہیں کہ تمہارا نام محمد اسلام رکھ دیتے ہیں۔ اس نام کے کئی لوگوں سے میں ملا ہوں"۔

"ہاں یہ ٹھیک ہے' محمد اسلام"

"یہ مکالمہ میرے اور ساڑھے چار سالہ بیٹے کے درمیان ہو رہا تھا جب میں گھر سے باہر سبزی کے لیے کیاریاں بنا رہا تھا"۔

محمد نوئیل رضوان جن کا تعلق سری لنکا سے ہے عالم خیالی میں ماضی کی یادوں کو الفاظ کا روپ دے کر اسلام کی طرف اپنے سفر کی روداد بیان کر رہے تھے۔

ان کا سابقہ نام نوئیل بر-ٹن رانجے فرنانڈو تھا اور وہ رومن کیتھولک تھے۔ انہوں نے سری لنکا ایئرفورس سے اپنی پیشہ ورانہ زندگی کا آغاز کیا اور ۱۹۷۶ء میں ایک بدھ عورت سے شادی کر لی۔ ایئرفورس سے بطور سارجنٹ سینئر' ریٹائر ہونے کے بعد شرق اوسط جانے کا منصوبہ بنایا تاکہ ایک اچھا سا گھر بنا سکیں۔ وہاں تو نہ جا سکے لیکن یکم اپریل ۱۹۸۸ء کو ان کی تقرری سنٹرل بنک میں بطور اسسٹنٹ سیکورٹی آفیسر کے ہو گئی۔ اس سال ۱۷ فروری کو ان کا دوسرا بیٹا پیدا ہوا اور ان کے عیسائی ہونے کی بناء پر اسے اصطباغ بھی دیا گیا۔ انہوں نے ۲۰ فروری ۱۹۹۳ء کو اسلام قبول کیا اور اس سے ٹھیک ایک ماہ قبل ان کی بیوی اور چھوٹا بچہ مشرف بہ اسلام ہو چکے تھے۔ ان کے قبول اسلام کی داستان بہت دلچسپ ہے جسے بیان کرتے ہوئے انہوں نے کہا:

"ایک دن میں گھر آیا تو دیکھا کہ میرا ساڑھے چار سالہ بیٹا کھیلتے کھیلتے ایک دم رک کر مسلمانوں کی طرح عبادت کرنے لگا۔ میں حیران ہوا مگر پھر اس بات کو بھول گیا۔ کچھ عرصہ بعد اسے دوبارہ گھر میں ایک کمرے کے اندر میں نے مسلمانوں کی طرح نماز پڑھتے دیکھا تو بیوی کو آواز دے کر بلایا۔ میری طرح اسے بھی بے حد حیرت ہوئی۔ ان دنوں ہم دونوں اپنے اپنے مذہب پر قائم تھے میں بیوی کو عیسائی بننے [illegible] ئل کر

رہا تھا مگر وہ بدھ رہنے پر ہی مصر تھی۔ ہمارا مسلمان ہونے کا تو دور دور تک خیال نہ تھا اور نہ ہی ہمارے قرب و جوار میں کوئی مسلمان رہتا تھا۔ گھر میں سینٹ انتھونی اور بدھ کے مجسمے موجود تھے۔ اول الذکر کی میں اور دوسرے کی بیوی پوجا کرتی تھی۔ پھر ایک دن اس بچے نے ٹوپی کی فرمائش کی جو میں ایک مسلمان دوست سے مانگ لایا اور اس کو دی۔

اس دوران ہم اتنی رقم پس انداز کر چکے تھے کہ نیا گھر بنا سکیں۔ ایک جگہ جو تھمبر یگمی کٹوا کہلاتی تھی، وہاں گھر بنا لیا۔ اس جگہ اکثریت عیسائی آبادی کی تھی۔ میں نے بھی عیسائیت سے دلی وابستگی کی بناء پر نیا گھر چرچ کے قریب بنایا مگر ہمارے اصرار کے باوجود میرا لڑکا کبھی میرے ساتھ چرچ نہ گیا اور نہ ہی ماں کے ساتھ بدھ عبادت گاہ گیا جہاں وہ ہر چودھویں رات کو جایا کرتی تھی اور بیٹے کو بھی ساتھ لے جانے کی خواہش مند تھی۔ میں نے ایک دن اس سے پوچھا کہ تم میرے ساتھ چرچ جاتے ہو نہ ماں کے ساتھ بدھ عبادت گاہ میں، آخر وجہ کیا ہے؟ تو کہنے لگا:

''ابو وہاں بہت سارے بت ہوتے ہیں جبکہ مجھے وہ عبادت گاہ پسند ہے جہاں بت نہ ہوں''۔ جب ہم قصبے (Town) جاتے اور اسے وہاں کوئی نقاب والی مسلمان عورت دکھائی دیتی تو ہمارا بچہ بہت خوش ہوتا اور اس خاتون سے بات کرنے کی کوشش کرتا۔ تین چار ماہ بعد جب اس نے کہا کہ میرا نام بدل دو تو ہمیں پھر حیرت نے آلیا اور ہم نے اسے کہا تم تو ''بسے'' (مولوی) بنتے جا رہے ہو تو بولا :

''میں آپ کو ایک اچھا نام بتاؤں گا میرا وہ نام رکھ دیں''۔

پھر اچانک ایک دن جب کہ میں گھر سے ملحقہ باغیچے میں، جہاں سبزیاں لگی ہوئی تھیں، کام کر رہا تھا تو اس نے کہا :

''ابو مجھے آپ اسلام کہہ کر پکارا کریں''۔

تو ہم نے دل رکھنے کے لئے اسے محمد اسلام کہہ کر پکارنا شروع کردیا۔

پانچ چھ ماہ گزرے تھے کہ ہمیں سخت آزمائش کا سامنا کرنا پڑا۔ میں بیمار ہوا اور ہفتہ بھر ڈیوٹی پر نہ جا سکا اور نہ ہی محکمے کو اطلاع دے سکا۔ ہفتے کے بعد مجھے بغیر اطلاع غیر حاضر رہنے کی پاداش میں نوکری سے برخاست کر دیا گیا۔ یہ افتاد پڑی تو میں پریشانی اور مایوسی کی حالت میں زیادہ ہی گمراہ ہو گیا اور روزانہ ایک بوتل شراب پینے لگا۔ مگر اس سے میرے دوست اور ملنے جلنے والے مجھے ناپسند کرنے لگے۔ ایک دن بیوی نے بتایا کہ اس نے خواب دیکھا ہے کہ وہ ایک کتاب پڑھ رہی ہے اور مسلمان عورتوں جیسا لباس پہنے دو خواتین کہہ رہی ہیں یہ پڑھو گی تو سب ٹھیک ہو جائے گا اور پریشانیاں ختم ہو جائیں گی۔ میں نے اس کا مذاق اڑایا اور نشے میں اول فول بکنے لگا۔ اس واقعہ کے دو دن بعد میں نے شام کے وقت دیکھا کہ بچے کے ساتھ میری بیوی بھی مسلمانوں کی طرح منہ ہاتھ دھونے کے بعد نماز پڑھ رہی ہے۔ میں نے سوچا: ''یک نہ

شد و شد"۔ وہ پنجگانہ نماز سے واقف نہ تھے نہ رکوع سجدے کا انہیں شعور تھا۔ دراصل سری لنکا ٹی وی کی نشریات کے آغاز میں وہاں بسنے والے سارے فرقوں کو عبادت کرتے ہوئے چند لمحوں کے لئے دکھایا جاتا تھا۔ مسلمان جو حرکات کرتے تھے اس کی نقل میں یہ دونوں اٹھک بیٹھک کر رہے تھے۔ میری بیوی نے مجھے بھی کہا نوئیل تم بھی اللہ کی عبادت کرو پھر اس نے دونوں بت الماری میں ڈالے اور اگرچہ عبادت کا صحیح فہم اسے نہ تھا مگر ہاتھ اٹھا کر دعا کرتے ہوئے سسکیاں لینے لگی اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے جن سے میں متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا اور ان دونوں ماں بیٹے کے ساتھ بیٹھ گیا اور چلا چلا کر اپنے مسائل بیان کرنے لگا۔ اس سے مجھے خاصا سکون ملا جیسے دل کا بوجھ ہلکا ہو گیا ہو۔ دو ہفتے بعد مجھے ایک خط ملا جس میں مجھے نوکری پر بحال کئے جانے کی اطلاع تھی اور مجھے دوبارہ ڈیوٹی پر حاضر ہونے کو کہا گیا تھا اور کوئی پوچھ گچھ بھی نہیں کی گئی تھی۔ میں معمول کے مطابق دفتر جانے لگا اور پھر دوبارہ عبادت نہیں کی مگر وہ دونوں اپنے انداز میں نماز پڑھتے رہے۔

تھوڑے عرصے بعد میرا بچہ بیمار پڑا تو ہم اسے ہسپتال لے گئے جو ۳۵ کلومیٹر دور واقع تھا۔ ہسپتال میں میری بیوی کی ملاقات ایک مقامی مسلمان عورت سے ہوئی۔ میری بیوی نے اسے بچے اور اپنے حالات سے آگاہ کیا۔ اس عورت نے ساری کہانی اپنے لڑکے کو جا کر سنائی اور اس نے دوستوں کو بتایا۔ چنانچہ دس بارہ آدمی میرے بیٹے کو دیکھنے ہسپتال آئے۔ اس مسلمان لڑکے نے جس کا نام روس لی تھی' اپنا پتہ دیا کہ بچہ ٹھیک ہو جائے تو مجھے ملنا۔ میں تو نہ جا سکا البتہ وہ خود ہی دو ہفتے بعد آ گیا اور ہمیں دوبارہ آنے کی دعوت دی۔ چنانچہ جنوری ۹۳ء کے پہلے ہفتے میں ہم اس کے پاس گئے۔ وہ کسی مسلم ملک کے سفارتخانے میں کام کرتا تھا۔ اس نے ہمیں پہلی دفعہ صحیح طور پر اسلام سے آگاہ کیا' اور رخصت ہوتے وقت ایک کتاب What is the meening of Islam دی۔ اس روز بیوی نے مجھ سے مسلمان ہو جانے کی خواہش ظاہر کی تو میں نے کہا ٹھیک ہے تم چاہتی ہو تو مسلمان ہو جاؤ لیکن مجھے مجبور نہ کرو۔

۲۰ جنوری ۱۹۹۳ء کو ہم دوبارہ اس مسلمان دوست کے ہاں گئے اور پھر رد ہینی روڈ کولمبو میں واقع سنٹر فار اسلامک اسٹڈیز گئے جس کے ڈائریکٹر جنرل ڈاکٹر سہیل صاحب ہیں۔ یہاں دونوں ماں بیٹے نے باقاعدہ کلمہ شہادت پڑھا اور اسلام قبول کر لیا۔ اس موقع پر انہیں ادارے کی طرف سے لٹریچر بھی دیا گیا۔

اسلام قبول کرنے سے کچھ روز قبل کا واقعہ ہے کہ ہم دونوں میاں بیوی بچے کو سینٹ پیٹر کالج میں داخل کرانے کا منصوبہ بنا رہے تھے جو علاقے کا بہترین تعلیمی ادارہ ہے۔ وہ کہنے لگا "امی آپ انتظار کریں اللہ تعالیٰ خود ایک اچھا سکول میرے لئے بتائیں گے۔ پھر وہ کہنے لگا کہ مجھے بستہ' نئے کپڑے اور کھلونے چاہئیں۔ چونکہ میں ساری رقم شراب نوشی اور اللوں تللوں میں اڑا چکا تھا اور ابھی نیا نیا بحال ہوا تھا اور زیادہ رقم پس انداز نہیں ہو سکی تھی اس لئے ماں نے اسے کہا کہ بیٹا اللہ ہی سے مانگو وہی ان چیزوں کا

بندوبست کرے گا۔ تو اس نے جھٹ ہاتھ اٹھا کر اپنی ضرورتیں بیان کرنا شروع کر دیں۔ قبول اسلام کے بعد مسلمانوں کے بہترین تعلیمی ادارے، اعمال انٹرنیشنل اسکول کی طرف سے (جو کہ وہاں کا مشہور تعلیمی ادارہ ہے اور اس کی سالانہ فیس ۲۵ ہزار روپے کے قریب ہے جو ظاہر ہے کہ ہماری استطاعت سے زیادہ تھی) میرے بیٹے محمد اسلام کو مفت تعلیم کی پیش کش کی گئی اور یوں اللہ نے خود اس کے لیے ایک اچھے اسکول کا انتخاب کر دیا۔ محمد اسلام کی تاریخ پیدائش ۱۷ فروری تھی اس کی ماں نے کہا کہ کیوں نہ اس کی سالگرہ پر اس کے ختنے بھی کرا دیئے جائیں میں نے اجازت دے دی تو ہم ڈیلمن مسلم ہسپتال گئے۔ اس ہسپتال کی چھٹی منزل پر ایک مسجد بھی واقع ہے۔ اس مسجد کے امام صاحب کو محمد اسلام کے سارے حالات کا پتہ چلا تو وہ اسے دیکھنے آئے اور مجھ سے آکر تمام حالات کی تصدیق چاہی۔ میرے بتانے پر انہوں نے اور لوگوں کو اس کے متعلق بتایا اور یہ بھی کہا کہ وہ بچہ ہسپتال میں داخل ہے اور اس کی سالگرہ بھی ہے اور ختنے بھی ہوئے ہیں، تو اس دن ڈھائی تین سو آدمی تحفے لے کر اسے دیکھنے آئے۔ ہمیں تین دن تک ہسپتال رکنا پڑا اور اس دوران ہمیں ڈھیروں کھلونے، سکول بیگ، کتابیں، کپڑے، جوتے اور تین جا نمازیں تحفے میں مل گئیں جو نہ صرف اس کی وقتی ضروریات بلکہ کئی سال بعد تک کے لئے کافی تھیں۔

۱۸ فروری کی شب میں اپنی رات کی ڈیوٹی پر گیا اور وہاں وہ کتاب پڑھی جس میں اسلام کا تعارف کرایا گیا تھا۔ اب تک پیش آنے والے حالات سے میں پہلے ہی بہت متاثر ہو چکا تھا اس رات یہ کتاب پڑھنے کے بعد میں نے فیصلہ کر لیا کہ میں بھی مسلمان ہو جاؤں۔ میری بیوی اور بچہ ابھی ہسپتال میں تھے۔ میں نے وہیں انہیں فون پر بتایا کہ میں بھی مسلمان ہو رہا ہوں تو ان کی خوشی کی انتہا نہ رہی۔ ۲۰ فروری کو الحمد للہ میں بھی مسلمان ہو گیا اور تمام لغو باتیں مجھ سے خود بخود چھوٹ گئیں۔ بطور فخر نہیں بطور شکر بتا رہا ہوں کہ اللہ نے مجھے ایک نعمت سے نوازا ہے کہ نماز تہجد مجھ سے کبھی نہیں چھوٹی اور اللہ سے جو بھی مانگا اس نے دیا۔ اب حالات اللہ کے فضل سے ٹھیک ہو گئے ہیں۔ دین کو دوسروں تک پہنچانے کی ذمہ داری سے بھی میں غافل نہیں ہوں اور اس سلسلے میں حتی الامکان کوشش میں مصروف رہتا ہوں۔ بچے کو سکول میں داخل کرائے تقریباً تین سال ہو چکے ہیں۔ اس دوران اس کی کارکردگی مثالی رہی ہے۔ پچھلے سال دینی تقریبات پر، عربی پڑھنے لکھنے میں اور قراءت و تلاوت اور اذان وغیرہ میں کئی انعامات حاصل کئے ہیں۔ اب وہ تیسرے سال میں ہے۔

الحمد للہ دل کا اطمینان حاصل ہے۔ کوئی کسی قسم کی پریشانی ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے حل کے لئے کسی نہ کسی طریقے سے مدد فرما دیتا ہے۔ میں سب مسلمان بھائیوں سے عرض کروں گا کہ ہمارے ہر مسئلے اور ہر پریشانی کا حل دین میں ہے۔ اگر ہم سچے دل سے دین پر عمل شروع کر دیں تو کوئی مشکل، مشکل نہ رہے گی۔ ان شاء اللہ

(بشکریہ ماہنامہ دعوۃ، جولائی ۱۹۹۶ء، اسلام آباد)

تماشائے اہلِ کرم

جب میں کہتا ہوں میرے اللہ میرا حال دیکھ
حکم ہوتا ہے کہ اپنا نامۂ اعمال دیکھ

یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح واضح ہے کہ پاکستان میں اب تک جمہوریت کا تجربہ کامیاب نہیں ہو سکا۔ دوسری طرف پاکستان کا مطلب کیا لاالٰہ الااللہ کا نعرہ تو بالکل فراموش کردیا گیا ہے۔ گویا

محو دنیا میں ہوئے اور بھول گئے عہدِ الست
اب ہمیں یاد نہیں خواب میں کیا دیکھا تھا؟

اگرچہ اب بھی مسلمانوں کی اکثریت جمہوریت کی بجائے شریعت کی بالادستی کا تقاضا کرتی ہے جبکہ ہمارے معاشرہ میں جمہوریت صرف تماشا بن کر رہ گئی ہے۔ جمہوریت پاکستان میں چند سرمایہ دار، جاگیر دار اور مذہب بیزار خاندانوں کی داشتہ ہے۔ نام نہاد ترقی پسندوں اور روشن خیالوں کا مشغلہ ہے۔

علامہ اقبال کا پیغام..............جمہوریت زدوں کے نام

شور ہے ہوگئے دنیا سے مسلماں نابود
ہم یہ کہتے ہیں کہ تھے بھی کہیں مسلم موجود؟

وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود
یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کر شرمائیں یہود

کیا تو نے دیکھا نہیں مغرب کا جمہوری نظام
چہرہ روشن اندروں چنگیز سے تاریک تر

منتظر ہے یہ جہاں آئینِ پیمبر کا آج
ورنہ سب بیکار ہے جمہور ہو یا تخت وتاج

جلال بادشاہی ہو یا کہ جمہوری تماشا ہو
جدا ہو دیں سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی

یہ دور اپنے براہیم کی تلاش میں ہے
صنم کدہ ہے جہاں لا الٰہ الا اللہ

یوں تو سید بھی ہو مرزا بھی ہو افغاں بھی ہو
تم سبھی کچھ ہو بتاؤ تو مسلمان بھی ہو؟

فرنگی حکمران اپنی چال چل گیا ہے۔ مسلمانوں کو تین خطوں میں تقسیم کر کے دائمی فساد کی مستقل بنیادیں رکھ گیا ہے۔ کچھ تو بھارت میں ہندو لالوں اور سکھوں کے مظالم کا شکار ہیں۔ بعض بنگلا دیش میں بے سکون ہیں اور پاک سرزمین کو تفرقہ بازیوں، رشدیوں، اور فرازیوں وغیرہ کے جدت پسندوں کی چیرہ دستیوں کی شکار گاہ بنا دیا گیا ہے۔ لہٰذا موجودہ جمہوری کافرانہ سسٹم کو قبول کرتے ہوئے حالات کی تبدیلی کا دعویٰ جہالت اور خود فریبی ہے۔ تبدیلی جمہوری نظام کے خلاف مکمل بغاوت کے نتیجہ میں ہی ممکن ہے۔ ورنہ.................

غیر ممکن ہے کہ حالات کی گتھی سلجھے
اہلِ مغرب نے بہت سوچ کے الجھائی ہے

عبدالواحد بیگ" بنیاد پرست تھانہ سادات، دہلی گیٹ ملتان

***

فون رابطہ: 211523 (04524)

مدرسہ ختمِ نبوت مسجد احرار ربوہ

دارالکفر والارتداد ربوہ میں مسلمانوں کا عظیم تعلیمی و تبلیغی مرکز

ڈیڑھ سو سے زائد طلباء وطالبات قرآن کریم کی تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ بخاری پبلک سکول میں پرائمری تک طلباء تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ مدرسہ میں پچاس سے زائد طلباء رہائش پزیر ہیں۔ مدرسہ کی توسیع کے لئے مزید دو کنال زمین کی خرید اشد ضروری ہے۔ درسگاہوں اور مسجد کی تعمیر تکمیل کے مراحل میں ہے۔ اپنے عطیات، زکوٰۃ وصدقات اس کارِ خیر میں دے کر اجر حاصل کریں۔

ترسیلِ زر کے لئے: سید عطاء المہیمن بخاری، منتظم مدرسہ ختمِ نبوت، مسجد احرار ربوہ ضلع جھنگ

محترم عبدالکریم صابر — ایڈیٹر ہفت روزہ مخلص، ڈیرہ اسمٰعیل خان

نعت

رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم

حضور کی جنہیں الفت نصیب ہوتی ہے — انہیں خدا کی محبت نصیب ہوتی ہے
مطیع حق تو وہی خوش نصیب ہے بیشک — جسے نبی کی اطاعت نصیب ہوتی ہے
وہ خوش نصیب ہے مقبول بارگاہ خدا — نبی کی جس کو زیارت نصیب ہوتی ہے
مقامِ سرور کونین دیکھنے کے لئے — خوشا جنہیں یہ سعادت نصیب ہوتی ہے
یہ بارگاہِ رسالت مآب ہے وہ جگہ — کہ جیتے جی جہاں جنت نصیب ہوتی ہے
جو بیٹھا سمت میں قدمین خواجۂ گیہاں — اسے کمال کی رفعت نصیب ہوتی ہے
ریاضِ جنت ہو یا ہو مَواجہ کی جانب — فزوں بہشت سے لذت نصیب ہوتی ہے
خوشا وہ لوگ کہ خیرالنساء کی جاپہ جنہیں — بصد تضرع عبادت نصیب ہوتی ہے
اصحابِ صُفہ کی جاپہ جو لمحہ بھر بیٹھا — اُسے حضور کی قربت نصیب ہوتی ہے
منارو گنبدِ خضرا کی دید کب آقا — عظیم تر مجھے نعمت نصیب ہوتی ہے

کب ایک بار بلانے کی پھر بھی صابر کو
حضور ایسی سعادت نصیب ہوتی ہے

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم:

عَنْ عَلِيٍّ ـ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ـ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ سَبَّ الْأَنْبِيَاءَ؟ قُتِلَ ـ! وَ مَنْ سَبَّ أَصْحَابِي؟ جُلِدَ!

جو شخص انبیاء علیہم السلام کو بُرا کہے؟ اُس کو قتل کردیا جائے! اور جو شخص میرے صحابہ کو گالی بکے ـ؟ اُس کی دُرّوں سے پٹائی کی جائے ـ!

رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ ـــ اَلصَّوَاعِقُ الْمُحْرِقَةُ لِلشَّيْخِ ابْنِ حَجَرٍ الْهَيْتَمِيِّ الْمَكِّيِّ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ
ص: ۳، طبعِ مصر

نتیجۂ فکر: جانشینِ امیر شریعت سید ابو معاویہ ابو ذر بخاری رحمہ اللہ

دمکتا ہوا سیار ہوں میں

ایک مہمل ثقافت کے علمبر دارو — ایک لا ریب صداقت کا گنہگار ہوں میں
ایک گمراہ تفکر کے پرستار ہو تم — ایک پائندہ ہدایت کا خریدار ہوں میں
تم ہو سفاک امارت کے لٹیرے قاصد — ایک تفویض امانت کا نگہدار ہوں میں
ایک عیار سیاست کا زبوں صید ہو تم — ایک بے باک حقیقت کا گرفتار ہوں میں
اجنبی دیس کی اک نقرئی، جھنکار ہو تم — اور اک فقر شہنشاہی کا ایثار ہوں میں
سرخ و اسپید کی تجدید میں محصور ہو تم — ایک جہانگیر اخوت کا فدا کار ہوں میں
ایک پوشیدہ خباثت کے فسوں کار ہو تم — ایک معروف دیانت کا پرستار ہوں میں
تم ہو غوغاء عفاریت جہانِ منگول — عرصۂ دھر میں گونجی ہوئی للکار ہوں میں
تم ہو عصیاں کے جہنم کا دہکتا ایندھن — ذوقِ طاعت سے مہکتا ہوا گلزار ہوں میں
فلک آرائی انجم سے مجھے کیا لینا — نورِ ایقاں سے دمکتا ہوا سیار ہوں میں

تحریک تحفظ ختمِ نبوت ، پس منظر و پیش منظر

جناب شیخ عبدالمجید احرار کا سلسلہ وار مضمون " تحریکِ تحفظِ ختم نبوت ، پسِ منظر و پیش منظر " صفحات کی کمی وجہ سے اس شمارہ میں شامل نہیں ہو سکا۔

قارئین آئندہ شمارہ میں اس کی آٹھویں قسط ملاحظہ فرمائیں گے۔

ان شاء اللہ

(ادارہ)

شیخ حبیب الرحمن بٹالوی

ظلم ہرگز روا نہیں ہوتا

ظلم کرتا ہے جو کسی پر بھی — اس کا اپنا بھلا نہیں ہوتا
ہو تہی دست یا برابر کا — ظلم ہر گز روا نہیں ہوتا
اہلِ ثروت جو مال زادے ہیں — چَین ان کو ذرا نہیں ہوتا
اچھی پوشاک کے پہننے سے — آدمی کچھ بڑا نہیں ہوتا
لحہ لحہ جو ظلم سہتے ہیں — آخر ان کا خدا نہیں ہوتا!
اچھے لوگوں کی یہ نشانی ہے — ان میں غصّہ ذرا نہیں ہوتا
بات احساس سے ہی بنتی ہے — ورنہ دنیا میں کیا نہیں ہوتا
اچھے وقتوں کے دوست ہیں سارے — کوئی مشکل کشا نہیں ہوتا
میں نے دیکھا حسین لوگوں کو — سچّا جذبہ ذرا نہیں ہوتا
دینِ اسلام ہے ادب آموز — اس میں چوں و چرا نہیں ہوتا
خالی الفاظ ہی میں ٹرخانا — نیکیوں کا صلہ نہیں ہوتا
ہے عبادت کسی کا دل رکھنا — خرچ اس پر ذرا نہیں ہوتا
شوم سے اور بخیل زادے سے — خوش کبھی بھی خدا نہیں ہوتا
اصل سے اپنی جو کہ کٹ جائے — ایسا پودا ہرا نہیں ہوتا
دیا مٹّی کا تُو جلا بھائی! — بس اسے واپ ڈا نہیں ہوتا
جان کر جو برائی کرتا ہے — کوئی اس سے برا نہیں ہوتا
جھوٹ دن رات بولتا ہے جو — اسے احساس ذرا نہیں ہوتا
ایک عرصہ ہوا ہے چُپ سادھے — شیخ نغمہ سرا نہیں ہوتا!

سرے محل

راحت ملک (گجرات)

سراب منظر، دکھا رہے ہیں وطن کے شیطاں صفت مداری
ہماری بربادیوں پہ نازاں ہیں مقتدر غیر کے حواری
وہ راہزن، رہبری کے پردے میں تیر ہم پر چلا رہے ہیں
ہمارا خانہ خراب کر کے وہ اپنے ایوان بنا رہے ہیں
یہ بات دنیا سمجھ گئی ہے یہ راز ہے سب پہ آشکارا
مٹا کے نام و نشاں تمہارا مٹا کے نام و نشاں ہمارا
وہ لُوٹ کر اپنی راہ لیں گے، سرے محل میں پناہ لیں گے

وہ اپنی جاگیر کے محافظ وہ اپنی توقیر کے محافظ
ہمیں شب تار دینے والے ہیں اپنی تنویر کے محافظ
ہماری کٹیاؤں میں اندھیرا اور ان کے ایوان میں اُجالے
ہمارے بچوں کو فاقہ مستی اور اک بلاول کو تر نوالے
یہ بات دنیا سمجھ گئی ہے یہ راز ہے سب پہ آشکارا
مٹا کے نام و نشاں تمہارا، مٹا کے نام و نشاں ہمارا
وہ لُوٹ کر اپنی راہ لیں گے، سرے محل میں پناہ لیں گے

ہماری صنعت نہیں رہے گی ہمارے تاجر گدا کریں گے
فرنگیوں کے جو ہمنوا ہیں وہی یہ محشر بپا کریں گے
نہ کوئی آٹا خرید پائے گا اور نہ بجلی جلا کرے گی
پرانے وقتوں کے دیپ ہوں گے جدید کوئی نہ شے رہے گی
یہ بات دنیا سمجھ گئی ہے یہ راز ہے سب پہ آشکارا
مٹا کے نام و نشاں تمہارا، مٹا کے نام و نشاں ہمارا
وہ لُوٹ کر اپنی راہ لیں گے، سرے محل میں پناہ لیں گے

ہمارے لاکھوں بلاولوں کے بدن قبا مانگتے رہیں گے
وہ قحط ہو گا کہ ہم خواتین کی حیا مانگتے رہیں گے
نہ کوئی غمخوار ہی ملے گا، نہ کوئی پرسانِ حال ہو گا
جو سر سے پانی گزر گیا تو وہ حشر ہو گا وبال ہو گا
یہ بات دنیا سمجھ گئی ہے یہ راز ہے سب پہ آشکارا
مٹا کے نام و نشاں تمہارا، مٹا کے نام و نشاں ہمارا
وہ لُوٹ کر اپنی راہ لیں گے، سرے محل میں پناہ لیں گے

سانحہ مسجد الخیر ملتان

ہر سمت کشت و خون کا بازار گرم ہے
کتنی لہو لہو ہے یہ قائد کی سرزمین
اے سرزمین پاک تری سرحدوں کی خیر
تیرے مکین ہیں تیرے لئے مار آستین

مسعود احمد تابش

سید کاشف گیلانی

بے نظیر

ستمگروں پہ ان دنوں شباب بے نظیر ہے
بہت سے نوجواں دلوں کا خواب بے نظیر ہے

یہ محتسب جو قوم کو ملے ہیں بے نظیر ہیں
ہُوا ہے قوم کا جو احتساب بے نظیر ہے

خدا کا فضل ہو گیا جو فضل حکمراں بنا
نواب کی توہات کیا نواب بے نظیر ہے

وطن کی حکمرانیاں جو عورتوں کو مل گئیں
تو دیو بند کو مِلا ثواب بے نظیر ہے

یہ قوم کہہ رہی ہے اک عذاب بے نظیر کو
اگر ہے یہ عذاب تو عذاب بے نظیر ہے

نواز نے لکھا ہے خط سنا ہے بے نظیر کو
نواز کو ملا ہے جو جواب بے نظیر ہے

نہ اِسکو فکر دین کی نہ غم اُسے عوام کا
ہوئے یہ رہ نما جو بے نقاب بے نظیر ہے

وطن کے دوستوں سے دشمنوں کی صف طویل ہے
یہ فلسفہ جناب کا، جناب بے نظیر ہے

وطن پہ ہم کو شوق ہے کہ وہ بہار دیکھ لیں
ہر ایک لب پہ کِھل اُٹھے گلاب بے نظیر ہے

پنکی

توبہ توبہ ملک میں کیسی آگ لگائی پنکی نے
کچھ عرصے میں کر ڈالی کتنی مہنگائی پنکی نے

لندن پیرس واشنگٹن، بیجنگ تہران اور جدّہ میں
قوم کی دولت اپنی تھی سو خوب لٹائی پنکی نے

پہلے جھٹکا اپنی ماں کا کیا سیاست میں اُس نے
پھر قربان کیا کرسی پر اپنا بھائی پنکی نے

جس کے ہاتھ میں ڈانڈا ہو گا بھینس اسی کی اب ہو گی
ماشاء اللہ کیسی یہ قندیل جلائی پنکی نے

پہلے کیا اس قوم میں ڈاکو کم اُس نے محسوس کئے
چھوڑ دیا ہم لوگوں پر نصرت کا جوائی پنکی نے

کیوں ناراض ہو آخر اک دن ملک سے باہر بھیجو گے
اِسی لئے تو بنگلوں کی تعمیر کرائی پنکی نے

فضل الرحمن اور نصراللہ جیسے قوم کے رہبر ہیں
کیا کیا تحفے قوم کو دے ڈالے بھر جائی پنکی نے

جانے کیوں اُس وقت مجھے یاد آئے ہیں مفتی محمود
جب ٹی وی پر ڈیڈی کی تصویر دکھائی پنکی نے

کاشف اب کشمیر کو شاید بھول ہی جانا بہتر ہے
کیوں چھیڑی ہے "سیٹی و بیٹی" کی شہنائی پنکی نے

سید امین گیلانی

معاذ اللہ

احمد فراز کی لغویات کے جواب

ترے مزاج کی یہ برہمی معاذ اللہ
ترے دماغ کی یہ تیرگی معاذ اللہ
یہ تیری طبع کی آوارگی معاذ اللہ
تیرے خیال کی یہ آذری معاذ اللہ
ترے شعور کی ناپختگی معاذ اللہ
یہ تیرے شوق کی بے رہ روی معاذ اللہ
یہ تیری عقل کی کم مائیگی معاذ اللہ
تیری زباں کی یہ زور آوری معاذ اللہ
تیری نگاہ کی یہ خیرگی معاذ اللہ
یہ تیرے نفس کی فتنہ گری معاذ اللہ
خدا کے دین سے ناواقفی معاذ اللہ
خدا کی ذات سے نامحرمی معاذ اللہ
جسے شعور نہ ہو شاعری کرے گا خاک
کہ "یاوہ گوئی" نہیں شاعری معاذ اللہ
ترا ضمیر ہے دیدِ فرنگ کا قیدی
تیرے ضمیر کی بیچارگی معاذ اللہ
"فراز" نام ہے لیکن نشیب میں ہے قیام
فراز تیری یہ بدقسمتی معاذ اللہ
یہی ہے جہلِ خرد جس پہ ناز ہے تجھ کو
کہ گمرہی کو کہے آگہی معاذ اللہ
یہودیوں پہ تو لعنت ہے حق تعالیٰ کی
یہودیوں سے تیری دوستی معاذ اللہ
مہہِ نجوم، گل و لالہ ہیں خدا کے گواہ
کہاں گئی ہے بصیرت تیری معاذ اللہ
خدا کے سامنے اک روز پیش ہونا ہے
خدا سے رکھتا ہے تو دشمنی معاذ اللہ
یہ زندگی کٹے بے بندگی خدا نہ کرے
وہ زندگی تو ہے شرمندگی معاذ اللہ
تو اپنے پائنچے[1] بے شک نجاستوں سے لتھیڑ
گوارا ہم یہ کریں گندگی معاذ اللہ

جگا رہا ہے امیںؔ تجھ کو خوابِ غفلت سے
کہ بچ سکے تو قیامت کے دن ندامت سے

---

(۱) ٹخنوں سے اوپر شلوار پر تنقید کے جواب میں

ثناء اللہ ثاقب (بستی مولویاں)

غزل

آجکل تو جھوٹ کی ہے حکمرانی دوستو
اب حقیقت بن گئی ہے اک کہانی دوستو

زخم کھا کر مسکرانے کا ہنر سکھلا دیا
اس قدر ہمکو نوازا مہربانی دوستو

دس برس کی دوستی بس ایک دن میں مٹ گئی
دو دلوں میں آگئی جو بدگمانی دوستو

چار سو پھیلی ہوئی ہے بے حیائی کی وبا
ناچتی ہے ہر گلی میں اب جوانی دوستو

بھوک اوڑھے پھر رہے ہیں شہر میں نادار سب
بڑھ گئی ہے اس قدر اب تو گرانی دوستو

آؤ سوچیں اپنی بستی کو بچائیں کس طرح
آرہا ہے اس طرف دریا کا پانی دوستو

اس جہاں میں جو کبھی ہمت نہ ہارے دوستو
اسکو ملتی ہے ہمیشہ کامرانی دوستو

آجکل اہل ہنر کو کوئی رتبہ نہ ملا
اہل ثروت کو ملی ہے حکمرانی دوستو

جیسے کوئی اک کھٹارا بس میں کرتا ہے سفر
اب تو ایسے کٹ رہی ہے زندگانی دوستو

ایک پل میں اب یہاں منزل کو پانے کے لئے
ڈھونڈتے ہیں راستہ سب درمیانی دوستو

کون انکو اک پری کی داستاں سنوائیگا
مر گئی ہے آج جن بچوں کی نانی دوستو

☆

پروفیسر محمد اکرام تائب

رنگِ سخن

حد سے بڑھتی جارہی ہے بات اب
جانے کب یہ ختم ہوگی رات اب

چھا رہی ہیں آسماں پہ بدلیاں
گل کھلائے گی نئے برسات اب

بھوت وہ مانا نہیں ہے بات سے
مارنا ہم کو پڑے گی لات اب

ساس کو چھوٹی بہو بھی اب جواب
ایک کے دینے لگی ہے سات اب

دل سیاہ ہیں اور چہروں کی چمک
کر رہی ہے چاند کو بھی مات اب

دشمنی اپنوں سے غیروں سے سلوک
کٹ رہے ہیں یوں ہمارے اوقات اب

ہے معزز وہ جو دولت مند ہے
کون تائب پوچھتا ہے ذات اب

ادارہ

مسافرانِ عدم

مولانا اکرام الحق خیری کو صدمہ:

کراچی میں ہمارے دیرینہ مہربان حضرت مولانا اکرام الحق خیری کے برادرِ بزرگ گزشتہ دنوں رحلت فرما گئے۔

عبدالواحد مرحوم:

مجلس احرار اسلام حاصل پور کے ناظم اور رکن مرکزی مجلس شوریٰ جناب حافظ کفایت اللہ کے جواں سال خالہ زاد بھائی عبدالواحد مرحوم گزشتہ دنوں انتقال کر گئے۔

جناب عبدالمجید خان کو صدمہ:

شہلی غربی (حاصل پور) سے ہمارے کرم فرما محترم عبدالمجید خان کی دادی صاحبہ گزشتہ ماہ رحلت فرما گئیں۔

اراکین ادارہ مولانا اکرام الحق خیری، جناب حافظ کفایت اللہ اور جناب عبدالمجید خان سے اور مرحومین کے تمام لواحقین سے اظہار تعزیت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور درجات بلند فرمائے۔ لواحقین کو صبرِ جمیل عطاء فرمائے (آمین)

قارئین سے درخواست ہے کہ دعاء مغفرت کا خاص اہتمام فرمائیں (ادارہ)

دعاء صحت

شیخ عبدالمجید امرتسری:

- مجلس احرارِ اسلام کے قدیم کارکن اور مرکزی مجلسِ شوریٰ کے رکن جناب شیخ عبدالمجید امرتسری (گوجرانوالہ) ان دنوں شدید علیل ہیں۔
- مجلسِ احرار اسلام کراچی کے نہایت مخلص کارکن اور حضرت امیر شریعت رحمہ اللہ کے دیرینہ نیاز مند محترم صوفی مولا بخش صاحب علیل ہیں۔ گزشتہ دنوں ان پر فالج کا حملہ ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں شفاء کاملہ عطاء فرمائے۔ (آمین)
- مجلس احرار اسلام سیالکوٹ کے قدیم کارکن محترم سالار عبدالعزیز صاحب کی اہلیہ محترمہ گزشتہ کئی ماہ سے علیل ہیں احباب ان کی صحت یابی کے لئے دعاء فرمائیں۔
- قارئین سے درخواست ہے کہ ان تمام احباب کی صحت یابی کے لئے خاص طور پر دعاء فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں شفاء کاملہ عطاء فرمائے آمین (ادارہ)

اس عہد بدمزاج کے بدنسل شہریار

(خطاب بہ شاعرِ خرابات)

بدذوق و بے ہنر سے مصاحب بھی تم ہی تھے
اس حال میں جھکے میری چوکھٹ پہ تم ہی تھے
اس کندہ ناتراش کی خواہش کا "احتمال"
اس نامرادِ شہر کے ناخن بھی تم ہی تھے
ساغر میں ماہتاب ہے اندھوں کا ایک خواب
اس خواب بے حجاب میں ابھرے جو تم ہی تھے
ذہنوں میں فکر جہل سجا کے جو تم چلے
نامستحق ارم کے جو ٹھہرے، وہ تم ہی تھے
عشاقِ آخرت کے ہمیشہ رہے حریف
دنیا میں معصیت کا سراپا بھی تم ہی تھے
اس عہد بدمزاج کے بدنسل شہریار
ترویج معصیت کے سویڈن بھی تم ہی تھے
ہر بات میں گناہ تو ہر کام میں گناہ
اہل قلم میں ملٹن و رشل بھی تم ہی تھے
مخمور موش پہ بھی تبرا ہے زندگی
مے نوش و بدحواس و بلا ہوش تم ہی تھے

دین میں صحابہ کا مقام اور حیثیت

خطاب ابن امیر شریعت سید عطاء المحسن بخاری

قیمت =/10 روپے

ایک مظلوم ترین صحابیٔ رسول

سیدنا مروان بن حکم رضی اللہ عنہ

قیمت =/10 روپے

اسلام اور جمہوریت

خطاب ابن امیر شریعت سید عطاء المحسن بخاری

زیر طبع قیمت =/20 روپے

بخاری اکیڈمی

دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان (فون: 511961)

اپنے عطیات اور زکوٰۃ و صدقات

مدرسہ معمورہ ملتان

کو عنایت فرمائیں مدرسہ میں رہائش پذیر طلباء کے اخراجات اور نئی درسگاہوں اور رہائشی کمروں کی تعمیر کے لئے اہل خیر حضرات فوراً توجہ فرمائیں

ترسیلِ زر کا پتہ

بذریعہ منی آرڈر:۔ سید عطاء المحسن بخاری۔ مہتمم مدرسہ معمورہ

دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی۔ ملتان۔ فون:۔ 511961

بذریعہ بینک:۔ اکاؤنٹ نمبر 29932 حبیب بینک حسین آگاہی ملتان۔

مطبوعات طیب اکیڈمی

بیرون بوہڑ گیٹ ملتان فون: ۴۰۵۰۱

"تحفتہ النساء" از حضرت مولانا محمد کمال الدین صاحب (انڈیا) اسلام میں خواتین کی شرعی حیثیت، نکاح کے آداب، پردہ کی ضرورت اور نصیحت آموز حکایات سے بھرپور دلچسپ کتاب، جہیز اور تحائف کے لئے ایک خوبصورت تحفہ خوبصورت مجلد اعلیٰ جدید کمپیوٹرائزڈ کتابت قیمت -/۱۲۶ روپے۔ **"اسلام اور نکاح"** از:۔ مفتی نسیم احمد صاحب مدظلہ معین مفتی دارالعلوم دیوبند اسلام اور دیگر مذاہب کا تقابلی موازنہ، اسلامی نکاح کے فوائد و مقاصد، غیر اسلامی رسموں کے مفاسد، تعدد ازدواج، پردہ و دیگر اہم عنوانات پر مستند کتاب۔ سفید کاغذ۔ بکس بورڈ پر لیمینیشن کے ساتھ قیمت -/۴۲ روپے۔ **"اخلاص نیت یعنی روح تصوف"** از:۔ مولانا محمد حنیف صاحب (انڈیا) روح تصوف پر لاجواب کتاب رنگین لیمینیشن کور قیمت -/۲۱ روپے۔ **"آداب مباشرت"** حصہ اول:۔ میاں بیوی کے جنسی تعلقات کا اسلامی طریقہ۔ حصہ دوم:۔ ضعف باہ کا ہومیوپیتھک اور یونانی اصولی علاج اور مردانہ جنسی مسائل کا حل از ڈاکٹر آفتاب احمد شاہ (انڈیا) خوبصورت مجلد قیمت -/۴۵ روپے۔ **"اطباء کے حیرت انگیز کارنامے"** از حکیم عبدالناصر فاروقی۔ عجیب و غریب تشخیص کے واقعات۔ ہر طبیب کا مختصر تعارف۔ اطباء کی دین داری کے عجیب واقعات۔ یونانی دواؤں کا اعجاز اس کتاب کی دلچسپی کا یہ عالم ہے کہ شروع کرنے کے بعد ختم کئے بغیر چین نہیں آتا قیمت خوبصورت مجلد -/۸۱ روپے۔

"حل المشکلات" از مولانا رحم الٰہی صاحب عامل چشتی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ (انڈیا) عملیات کی مستند کتاب، ماہر علماء کی خاص نگرانی میں تصحیح شدہ جدید ایڈیشن، اسمائے حسنیٰ کے برکات و فضائل مجلد کارڈ قیمت: -/۱۸ روپے۔ **"مئے سخن"** از:۔ مولانا عبدالواسع عتیقی شعروں کی بہترین ڈکشنری۔ خوبصورت جلد اعلیٰ کاغذ قیمت مجلد: -/۲۲۵ روپے

منشی عبدالرحمان خان مرحوم کی چند شاہکار تصنیفات

خدا کہاں ہے؟	قیمت -/۴۸	اسلام کا معاشرتی نظام	قیمت -/۵۴	مقام شہادت اور قیام قیامت	قیمت -/۵۴
اسلام کا نظام تعلیم	قیمت -/۴۵	اسلام کا نظام عدل و انصاف	قیمت -/۵۴	عہد نبوی کی برکات	قیمت -/۴۸
اسلام اور انسان	قیمت -/۵۴	اسلام اور مغربی تحریکات	قیمت -/۵۴	مذہب اور سائنس	قیمت -/۵۴
اسلام اور انقلاب	قیمت -/۴۸	اسلام کے بنیادی ستون	قیمت -/۵۴	تعلق باللہ کے ثمرات	قیمت -/۱۳۵
اسلام کیسے پھیلا؟	قیمت -/۴۸	پندرہویں صدی ہجری کے تقاضے	قیمت -/۵۴	علامہ اقبال کی کردار کشی	قیمت -/۶۰

* "زبان خلق" (قیمت مجلد -/۶۰ روپے) * "مضطرب صدائیں" (معاشرتی فتنوں کا تحقیقی و معلوماتی مرقع) قیمت -/۶۰ * "نئے فتنے" لسانی تفرقہ، شیطانی کالونی، فتنہ انگیز قوم، بلا جواز مطالبہ، سرخ سرطان، تشریاتی بم، دور جدید، فتنہ انکار حدیث، صلیبی مورچے، جمہوری نظام، جنسی آزادی، مغربی تہذیب، قادیانی دجل، فرقہ واریت، اسرائیلی بربریت، تحریفی حربہ، علاقائی عصبیت اس جیسے عنوانات پر مشتمل (قیمت -/۱۵۰ روپے) * "افسر شاہی" حکمرانی، من مانی، رشوت ستانی، خود غرضی، اندھیر گردی، ستم رانی، بدعنوانی، اس جیسے عنوانات پر مشتمل (قیمت -/۱۸۰ روپے) * "پاکستان کی قیمت ۱۹۴۷ء میں" جو ۱۹۴۷ء میں ہندوؤں اور سکھوں نے معرکہ آتش و شمشیر کے ذریعہ وصول کی۔ (قیمت -/۱۲۰ روپے) * "بہار رفتہ (مصور)" جس میں آئینہ ملتان کا دوسرا رخ مرقع تقریبات یادگار علمی، ادبی، سماجی رفاہی اور صنعتی تقریبات کی کہانی۔ مجلد ریگزین۔ (قیمت -/۳۰۰ روپے)

نمونے کا پرچہ مفت طلب فرمائیں

آئیے! "الفاروق" پڑھیں

قیمت فی پرچہ: 13 روپے
زر سالانہ: 150 روپے

لیکن

"الفاروق" ہی کا انتخاب کیوں؟

قرآن | حدیث | فقہ | سیرت | تصوف | اختلاف امت | دعوت الی اللہ | جہاد فی سبیل اللہ | اخبار عالم | تحقیقات مذاہب | اسلامی زندگی | خواتین | نوجوان

مسائل حاضرہ | آخرت | طب نبوی ﷺ | انٹرویو | مظاہر قدرت | ذرائع ابلاغ | سازشیں | سوانح | کارگزاریاں | مباحثہ | تاریخ | معاشیات | سائنس

سب سے پہلی اور اہم بات تو یہ ہے کہ "الفاروق" اپنی نوعیت کا وہ واحد اسلامی رسالہ ہے جسے ہر عام مسلمان آسانی سے پڑھ کر سمجھ سکتا ہے۔ اور اس کے علاوہ،

- "الفاروق" میں شامل مضامین دلچسپ، آسان اور معیاری ہوتے ہیں جو آسانی کے ساتھ ذہن نشین ہو جاتے ہیں۔
- "الفاروق" میں ہر ماہ ایسی تحریریں شائع کی جاتی ہیں جن کا تعلق روزانہ کی عملی زندگی سے ہوتا ہے۔
- "الفاروق" میں ایسے مضامین شائع کئے جاتے ہیں جن کو پڑھ کر عقائد کی اصلاح ہوتی ہے۔
- "الفاروق" میں شائع ہونے والے مضامین نہ صرف اسلامی معلومات میں اضافہ کرتے ہیں بلکہ عمل کی ترغیب بھی دیتے ہیں۔
- "الفاروق" کا مطالعہ مسلمان کو دنیا میں ذمہ دارانہ زندگی گذارنے کا قرینہ سکھاتا ہے۔
- "الفاروق" کے مضامین دنیا میں رہتے ہوئے آخرت کی تیاری کا طریقہ بتاتے ہیں۔
- "الفاروق" کے مضامین مسلمان کی انفرادی زندگی سے لے کر اجتماعی اسلامی کردار پر اثر انداز ہونے والی تحریکوں کا وقتاً فوقتاً جائزہ پیش کرتے ہیں۔

"الفاروق" اپنوں کی خامیوں کی اصلاح کرتا ہے
"الفاروق" غیروں کی سازشوں کو بے نقاب کرتا ہے

ایک ذمہ دار مسلمان کی زندگی گذارنے کے لئے ہر ماہ "الفاروق" کا مطالعہ کیجئے۔ اور اپنے اہل وعیال میں اسلامی شعور بیدار کرنے کے لئے انھیں بھی باقاعدگی کے ساتھ "الفاروق" پڑھوائیے۔

رابطہ

ماہنامہ الفاروق کراچی

پوسٹ بکس نمبر 11009، شاہ فیصل کالونی نمبر 4، کراچی، 25

فون: 4573436،4573865

وفاق المدارس الاحرار پاکستان کے تحت قائم دینی ادارے

مجلس احرا اسلام، دینی انقلاب کی داعی جماعت ہے۔ یہ انقلاب دینی مزاج اور دینی ماحول پیدا کئے بغیر ممکن نہیں۔ موجودہ کافرانہ نظام ریاست جمہوریت اور کافرانہ تہذیب و ثقافت کے خلاف نئی نسل کی ذہن سازی اور تربیت کے لئے مدارس میں ایسا ماحول پیدا کیا جانا ازحد ضروری ہے جو دینی انقلاب کی منزل قریب تر کر دے۔ اس مقصد کے حصول کے لئے مجلس احرار اسلام کے شعبۂ تبلیغ کے زیر اہتمام وفاق المدارس الاحرار پاکستان کے تحت درج ذیل مدارس تعلیم و تدریس میں مصروف ہیں۔

۱	مدرسہ ختم نبوت	مسجد احرار	ربوہ ضلع جھنگ فون: 211523 "(04524)
۲	بخاری پبلک سکول	"	ربوہ ضلع جھنگ فون: " " "
۳	مدرسہ معمورہ	جامع مسجد ختم نبوت	دار بنی ہاشم، ملتان فون: 511961 (061)
۴	مدرسہ معمورہ	مسجد نور	تغلق روڈ، ملتان
۵	مدرسہ معمورہ	مسجد اسامہ	فاروق پورہ، پرانا شجاع آباد روڈ ملتان
۶	مدرسہ محمودیہ	مسجد المعمور	ناگڑیاں، ضلع گجرات
۷	دارالعلوم ختم نبوت	جامع مسجد چیچہ وطنی	فون: 611657 (0445)
۸	احرار ختم نبوت مرکز	مسجد عثمانیہ	ہاؤسنگ سکیم چیچہ وطنی فون: 610955 (0445)
۹	مدرسہ ختم نبوت	مسجد ختم نبوت	شہزاد کالونی صادق آباد
۱۰	مدرسہ ختم نبوت	مسجد ختم نبوت	نواں چوک، گڑھا موڑ ضلع وہاڑی
۱۱	مدرسۃ العلوم الاسلامیہ	جامع مسجد	گڑھا موڑ (وہاڑی) فون: 690013 (0693)
۱۲	مدرسہ ابوبکر صدیق	جامع مسجد ابوبکر صدیق	تلہ گنگ (چکوال)
۱۳	بستان عائشہ (برائے طالبات)		دار بنی ہاشم، ملتان فون: 511356 (061)
۱۴	مدرسۃ البنات (برائے طالبات)		گڑھا موڑ فون: " " "
۱۵	سادات اکیڈمی (برائے طلباء)		دار بنی ہاشم ملتان فون: 511961 (061)
۱۶	مدرسہ احرار اسلام		بستی شام دین (قائم پور)
۱۷	مدرسہ احرار اسلام رحیمیہ		بستی گودڑی (حاصل پور)
۱۸	مدرسہ احرار اسلام		مسجد سید نا علی المرتضیٰ، چکڑالہ، ضلع میانوالی
۱۹	مدرسہ معاویہ	مسجد معاویہ	جھنگ روڈ، ٹوبہ ٹیک سنگھ
۲۰	مدرسہ معمورہ		بستی مہر پور ضلع مظفر گڑھ

11 ادارے اپنے اخراجات خود برداشت کرتے ہیں جبکہ **9** اداروں کا کفیل وفاق ہے جن میں باماہشرہ تعلیم و تدریس اور دیگر امور سرانجام دینے والے افراد کی کل تعداد **30** ہے۔ ان کے اخراجات کا سالانہ تخمینہ **15** لاکھ روپے ہے۔ مستقبل کے تعلیمی، تنظیمی، اور تعمیری منصوبوں کی تکمیل پر تقریباً تیس لاکھ روپے خرچ ہوں گے۔ تعاون آپ کریں، دعا اور کام ہم کریں گے، اجر اللہ پاک دیں گے

ترسیل زر کے لئے

بذریعہ منی آرڈر
سید عطاء المحسن بخاری
دار بنی ہاشم، مہربان کالونی ملتان

بذریعہ بینک ڈرافٹ / چیک
اکاؤنٹ نمبر 29932،
حبیب بینک حسین آگاہی ملتان

CONTRIBUTE TO **MOSQUE PROJECT IN U.S.A.**

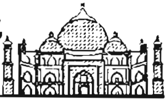

The Islamic Community of Fairfield County (ICFC) USA, has been serving the needs of over six hundred Muslim families in the Southern Connecticut area for the last 20 years. It has established a weekend school for the children and study circles for the adults where they learn the fundamental requirements of Islamic faith and practice.

ICFC has performed several marriages, attracted and converted many non- muslims to Islam, established regular Jumaa prayers, coordinated the observation of Ramzan (Traweeh prayers), has arranged the Eidain prayers and invited scholars to address community gatherings.

In 1994, ICFC started the construction of Mosque and Islamic Education Centre which will have:

* Mosque - a prayer hall for 600 to 800 persons
* Class rooms for children
* Islamic library & reading room facilities
* Facility for seminars and religious functions
* Parking lot for over 90 cars
* Out door recreation facilities for the community

By the Grace of Almighty Allah, the construction is well under way.

* Site-work has been completed.
* New driveway, storm drain and septic system are in place.
* Digging of the basement sand foundation has been completed.
* Pouring concrete for the basement & foundation walls are done.

Al Hamdo Lillah, we have started Phase II, which is:

* Exterior walls, framing & roofing.
* Heating, plumbing & flooring.
* External finishing, landscaping & repaving the parking lot.

The cost of remaining Mosque project is estimated to be approximately $ 505,000. In order to raise this amount ICFC requests the Muslims and believers to contribute to the ICFC.

Donors may send check directly to:

ICFC Mosque & Education Centre Project,
Attn. Karim Seyal
P.O. Box 115,57 Pepper street, Monroe, CT 06468 USA

or send direct to:

**ISLAMIC COMMUNITY OF FAIR FIELD COUNTY
Building Trust Fund # 662-1019485 or ICFC C/A # 6621019493 Case Manhattan Bank,
456 Monroe Tpke, Monroe, CT 06468 USA**

دانت دُرست "تَن" دُرست

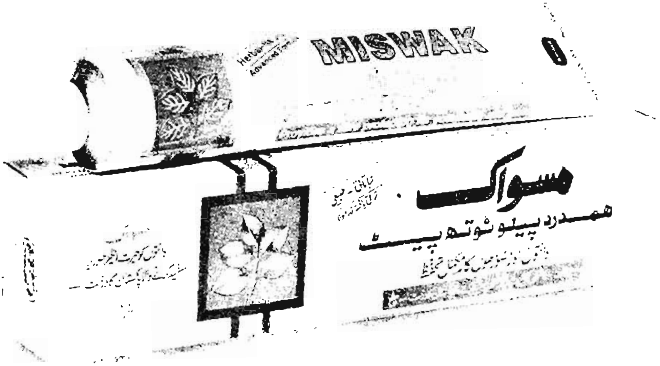

دانتوں کی صفائی اور مسوڑھوں کی صحّت کے لیے انتہائی موثّر نباتاتی

مسواک ہمدرد پیلو ٹوتھ پیسٹ

اچھی صحت کا دارومدار صحت مند دانتوں پر ہے. اگر دانت خراب ہوں یا عدم توجہی کے باعث گرجائیں تو انسان دُنیا کی بہت سی نعمتوں اور لذّتوں سے لُطف اندوز نہیں ہوسکتا. زمانۂ قدیم سے صحتِ دندان کے لیے انسان درختوں کی شاخیں بطور مسواک استعمال کرتا آیا ہے. ہمدرد نے تحقیق و تجربات کے بعد دارچینی، لونگ، الائچی اور صحتِ دہن کے لیے دیگر مفید نباتات کے اضافے کے ساتھ "مسواک ٹوتھ پیسٹ" تیار کیا ہے جو دانتوں کو صاف اور سفید رکھنے کے ساتھ مسوڑھوں کو بھی مضبوط، صحت مند اور محفوظ رکھتا ہے۔

سارے گھر کا ٹوتھ پیسٹ

مسواک ہمدرد پیلو ٹوتھ پیسٹ

مسواک کے قدرتی خواص، صحتِ دنداں کی مضبوط اساس

ہمدرد

مدینۃ الحکمۃ تعلیم، سائنس اور ثقافت کا عالمی منصوبہ

Adarts-HMPT-22/95

ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوت ملتان کا

تاریخ ساز

امیرِ شریعت نمبر

(حصہ دوئم)

- اردو زبان کے سب سے بڑے خطیب کے سوانح و افکار
- ایک تاریخ • ایک دستاویز • ایک داستان • خاندانی حالات
- سیرت کے مجلا اوراق • خطابتی معرکے • سیاسی تذکرے • بزم سے لیکر رزم

منبر و محراب سے لیکر دار و رسن تک

نصف صدی کے ہنگاموں، جہادی معرکوں، تہذیبی محاربوں، مذہبی سازشوں اور علمی محاذ آرائیوں کی فضا میں ایک آوازِ ھدایت جو بصیرت، حریت اور بغاوت کا سرچشمہ تھی۔

- خوبصورت سہ رنگا سرورق 576 صفحات
- قیمت 300 روپے

مستقل سالانہ خریداروں کے لئے خاص رعایت

صرف 200 روپے پیشگی منی آرڈر بھیج کر نمبر حاصل کریں۔

ترسیل زر کے لئے: سید محمد کفیل بخاری

مدیر مسؤل، ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوت، دارِ بنی ھاشم مہربان کالونی ملتان۔ فون: ۵۱۱۹۶۱